سہاگ رات



شادی اور اس کے بعد کے زمانے کو سمجھداری سے گزارنے
اور ازدواجی لمحات کو خوشگوار بنانے کیلئے ایک قابل مطالعہ کتاب

سہاگ رات

ڈاکٹر طالب اقبال

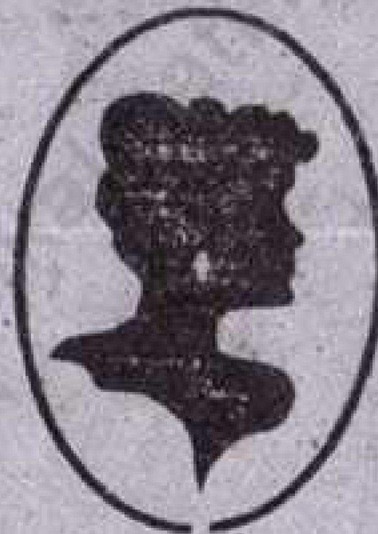


فہرست

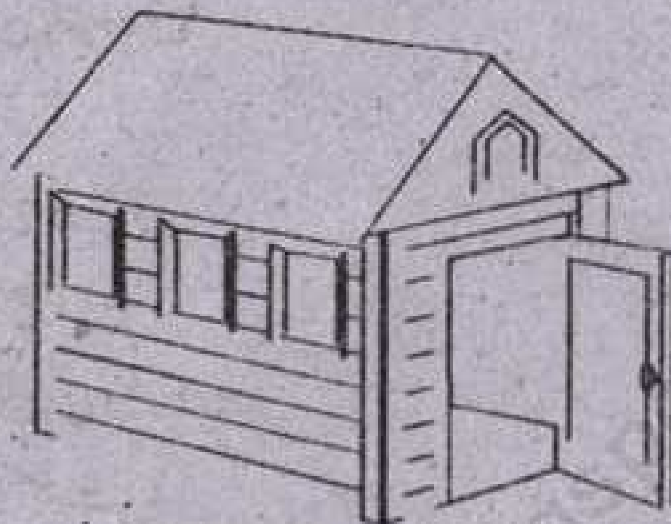














شادی

مذہبی اور معاشرتی پس منظر

اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو شادی مذہبی فریضہ بھی ہے اور معاشرتی ضرورت بھی۔ یوں تو شادی کا فریضہ کسی بھی دن اور کسی بھی وقت ادا کیا جا سکتا ہے لیکن ہمارے یہاں شادی کا سیزن عید کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ یعنی عید کے بعد شادیوں کا موسم اپنا رنگ جماتا ہے۔ جیسا کہ شروع میں کہا گیا کہ شادی ایک مذہبی فریضہ ہے لیکن شادی کے نام پر ہمارے یہاں کس قدر ہندوانہ رسم و رواج کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ شاید کسی نے نہیں سوچا۔

شادی کے موقع پر جو رسومات ادا کی جاتی ہیں انہوں نے اس مقدس فریضہ کو دو طرفہ شو بنا کر رکھ دیا ہے۔ ہمارے معاشرے

میں بناوٹ اور نمود و نمائش کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی جا رہی ہے۔ جہیز کو لعنت کہنے والے جہیز کے مطالبے پر شرمندہ نہیں ہوتے۔ اب تو لڑکی کی جسامت سے زیادہ جہیز کی جسامت' لڑکی کی صورت سے زیادہ جہیز کی صورت اور لڑکی کی سیرت سے زیادہ جہیز کی قیمت دیکھی جاتی ہے۔ نکاح سے پہلے کی رسومات مثلاً" مایوں' بری' مہندی وغیرہ کو لوگوں کی اکثریت فضول خرچی سمجھتی ہے مگر ان رسومات کو ادا بھی کرتی ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ یہ خوشی بار بار نہیں آتی اور ان فضول رسومات کے ذریعہ سے اپنی جائز و ناجائز دولت کی تشہیر اور معاشرے میں نام و نمود کے حصول میں سرگرم عمل ہیں۔

اسلام نے جس قدر سادگی پر زور دیا ہے اس کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں ملتی لیکن ہم من حیث القوم فضول خرچ قوم ہیں۔ نمائش میں یقین رکھتے ہیں اور ذہنی طور پر دکھاوے کے غلام ہیں۔ یقین کیجئے کہ ہماری ترقی کی راہ میں ہمارا یہ رویہ اور فضول خرچی کی عادت دیوار چین بن کر کھڑی ہے۔ دنیا کے کسی اور اسلامی ملک میں شادی و بیاہ کی نہ اتنی رسومات ہیں اور نہ ہی اس قدر دولت پانی کی طرح بہائی جاتی ہے جس طرح ہمارے ہاں اس موقع پر روپے کو آگ لگائی جاتی ہے۔ بیانگ دہل شادی کرنا اور

عزیزوں، دوستوں کو دعوت دینا ضروری ہے بلکہ اسلام کا تقاضا ہے لیکن شادی کی رسم کو کئی دنوں اور کئی راتوں پر پھیلا محض فضول خرچی ہے۔ فضول اور ہندوانہ رسومات کو شادی کا ناگزیر حصہ بنا دیا گیا ہے۔ ان رسومات کو اگر ترک نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنی چادر دیکھ کر ہی پاؤں کو تو پھیلایا جا سکتا ہے۔

ابٹن اور مہندی کی تقریبات کو تفریحی تقریبات سمجھا جاتا ہے جس میں گانے بجانے کے سلسلے کے ساتھ ساتھ یہ فیشن شو یا فینسی ڈریس شو کا چھوٹا سا مقابلہ بھی ہوتا ہے۔ اس موقع پر لڑکیاں نئے نئے فیشن کے حامل ایک سے بڑھ کر ایک کپڑے زیب تن کرتی ہیں۔ اس تقریب میں مکس گیدرنگ اپنے پورے عروج پر ہوتی ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے کو متاثر کرنے کی کوشش میں مصروف دکھائی دیتے ہیں اور مووی کی آمد نے مزید تصنع و بناوٹ کو فروغ دیا ہے اور آج یہ حالت ہے کہ افسر ہو یا چپڑاسی، معاشرے کا ہر فرد ان رسومات کی گرفت میں ہے۔ ان رسومات کے باعث متوسط طبقہ اور غریب عوام احساس کمتری کا شکار ہو کر ذہنی اور اعصابی دباؤ کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے تو کچھ غلط نہ ہو گا کہ ان رسومات کی موجودگی میں نکاح ثانوی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔

ان رسومات میں لباس، زیورات، آرائشی اشیا، کھانوں اور دیگر لوازمات کے ذریعے دولت کا بے جا اسراف معاشرے میں بڑے پن کی دلیل سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ رسومات معاشرے کا ناسور بن گئی ہیں۔ شادی کی رسومات ہی کیا اب تو شادی ہال بھی سٹیٹس سمبل بن گئے ہیں۔

ایک زمانہ تھا کہ شادیاں بہت سادگی سے اور عام طور پر گھروں یا گھروں کے باہر شامیانہ لگا کر ہو جایا کرتی تھیں۔ سماجی تقریبات کے لیے صرف ایک یا دو کلب ہوا کرتے تھے جنہیں ایک مخصوص طبقہ استعمال کرتا تھا۔ زمانہ وقت کے ساتھ ساتھ بدلتا ہے اور اس تبدیلی کے ساتھ تہذیبی اور ثقافتی اقدار میں تغیر و تبدل کا عمل جاری رہتا ہے۔ کل تک جو چیزیں قابل فخر تھیں وہ آج قابل اعتراض سمجھی جاتی ہیں مگر وقت کے ساتھ ساتھ اقدار اور لوگوں کی سوچیں بھی بدلتی چلی گئیں اور معیار زندگی خوب سے خوب تر ہوتا چلا گیا۔ اب میرج گارڈنز یا شادی ہالز میں شادی کی تقریبات ہماری ضرورت یا مجبوری بن چکی ہے۔

دوسری طرف ایسے لوگ بھی ہیں جو بحالت مجبوری شادی کا انعقاد شادی ہال میں کرواتے ہیں مثلاً" فلیٹس کے مکین، جن کے گھروں میں اتنی گنجائش نہیں ہوتی لہٰذا انہیں شادی کی تقریب ہال

یا لان میں منعقد کروانا پڑتی ہے حالانکہ ان کا کرایہ کافی زیادہ ہوتا ہے مگر ان میں ایک سہولت یہ بھی ہوتی ہے کہ شادی ہال میں انتظامات چونکہ ہال والوں کی ذمہ داری ہوتی ہے اس لیے صاحب تقریب تمام انتظامی امور کی مشکلات سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ گویا شادی ہال ہماری سماجی زندگی کا ایک حصہ بن کر رہ گئے ہیں اور ان کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ ان کی بکنگ کا مرحلہ خاصا دشوار ہو چکا ہے۔ لڑکی اور لڑکے والے پہلے ہال بک کرواتے ہیں اور پھر شادی کی تاریخ طے کرتے ہیں اور اکثر یوں بھی ہوتا ہے کہ مقررہ تاریخ میں لڑکی والوں کو تو ہال مل گیا مگر لڑکے والوں کو نہیں مل سکا یوں شادی کی تاریخ آگے بڑھانا پڑتی ہے۔

پہلے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ شادی کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا' اب گھر میں شادی کی تقریب کا انعقاد معیوب ہوتا جا رہا ہے اور اب یہ تصور بھی ختم ہو گیا ہے کہ شادی صرف چھٹی والے دن ہی ہو گی۔ اب شادی کا دن اور تاریخ ہال کی بکنگ کے حساب سے رکھا جاتا ہے اگر غیر جانبداری سے دیکھا جائے اور سوچا جائے تو شادی ہال ہماری محض مجبوری ہیں یا پھر سٹیٹس سمبل جسے ہم دوسروں پر رعب ڈالنے کے لیے استعمال کرتے ہیں اور اپنے

ہاتھوں سے ہزاروں روپے خرچ کر کے طمانیت محسوس کرتے ہیں، سراسر اسراف ہے۔ ہم آج بھی شادی کی تقریب اپنے گھروں میں یا گھر کے باہر شامیانہ لگا کر کر سکتے ہیں بشرطیکہ ہمارے اندر سے تصنع اور بناوٹ جیسی خرافات نکلیں اور ہم سادگی کو اپنانے میں فخر محسوس کریں۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ بہت سے گناہ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ ہماری کسی نیکی کے عوض بخش دے گا اور بہت سے گناہ ایسے ہیں جو در توبہ پر دستک دینے سے ہماری مغفرت کا سامان ہو سکتا ہے لیکن ہماری بہت سی لغزشیں اور خطائیں ایسی ہیں جو کسی قیمت پر قابل معافی نہیں ہیں ان میں سے ایک چیز اسراف بھی ہے۔ جس کا عملی مظاہرہ شادی کی تقریبات میں عام دیکھنے کو ملتا ہے حالانکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسرفین کو دوست نہیں رکھتا۔

اب بھی وقت اور موقع ہے کہ ہم سنبھل جائیں۔ اسراف سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی ہدایت دیں۔



شادی سے پہلے کا زمانہ

بلوغت کا حصول زندگی بھر جاری رہتا ہے۔ کسی بھی مرحلہ پر کوئی شخص کھڑا ہو کر یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ مکمل طور پر بالغ ہو چکا ہے۔ جب تک انسان اپنے اندر بہتری کی کوشش کرتا رہتا ہے اس وقت تک اس کی افزائش اور نشوونما جاری رہتا ہے۔ بلوغت اس بات کا اشارہ ہے کہ کوئی شخص زندگی کے تجربات' حقوق اور فرائض کو بخوبی انجام دہی کے لیے پوری طرح تیار ہے۔

☆ سالگرہ منانا بھی ایک طرح سے بلوغت کی منزل کے حصول کی طرف پہلا قدم ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ نے پختگی حاصل کر لی ہے۔ بلوغت کے بہت سے پہلو ہیں۔

○ سالگرہ کی تقریبات۔

○ آپ کے جسم کی نشوونما۔

- سوچ کی پختگی۔
- جذبات کے اظہار کا طریقہ۔
- سوشل تعلقات۔

بالغ ہونے کی عمر

سال' مہینوں اور دنوں کو گن کر آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی عمر کتنی ہے۔ ہر گزرنے والے سال کے ساتھ آپ آج کے مقابلہ مین ایک برس زیادہ بڑے ہو جائیں گے۔ اگر آپ اپنے بھائی سے دو برس بڑے ہیں تو زندگی بھر اس سے دو برس بڑے ہی رہیں گے۔ تاریخوں کا حساب کبھی تبدیل نہیں ہوتا۔ آپ اس عمل کو نہ تو تیز کر سکتے ہیں اور نہ ست تاہم عمر کے لحاظ سے بلوغت کا حصول بعض پہلوؤں سے اہم بھی ہے۔ مثلاً" ووٹ ڈالنے کا حق مل جانا' جائیداد کا حصول' ڈرائیونگ لائسنس کا حصول' شادی کرنے کا حق' بنک میں اکاؤنٹ کھولنے کا حق ملنا۔

جسمانی طور پر بالغ ہونا

مکمل قد' وزن اور طاقت کے حصول کے بعد کہا جاتا ہے کہ

ہے

کسی شخص نے جسمانی بلوغت حاصل کر لی ہے۔ اگر اس کے جسم میں ہر سال نشوونما ہو رہی ہے تو پھر اسے جسمانی طور پر بالغ شخص نہیں کہا جا سکتا۔ جیسے ہی اس کا قد بڑھنا رک جاتا ہے اور جسم کا خلا پر ہونے لگتا ہے تو وہ بلوغت کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ وہ اتنا مضبوط ہو جاتا ہے کہ ایک بالغ شخص کا کام تھکے بغیر کر سکے۔ اس کے علاوہ اس کے غدود بالغ اشخاص کے غدودوں کے مانند کام کرنے لگتے ہیں۔

نابالغ اور نامکمل طور پر نشوونما پانے والے لڑکیوں اور لڑکوں کے مقابلہ میں پوری طرح مکمل ہو جانے والے اشخاص سے زیادہ توقعات وابستہ کر لی جاتی ہیں۔ گیمز، جاب اور خاندان کے اندر اور باہر قائم کیے جانے والے تعلقات کا ایک حد تک اس بات پر انحصار ہوتا ہے کہ آپ جسمانی طور پر کس قدر مکمل ہو چکے ہیں۔ اچھی غذا اور مناسب ورزش اس سلسلہ میں معاون ثابت ہوتی ہے تاہم وہ جسمانی نشوونما کے نمونہ یا طرز کو یکسر نہیں بدل سکتے۔ بلوغت کے اور بھی دوسرے رخ ہیں اور وہ بھی یکساں اہمیت کے حامل ہیں۔

ذہنی طور پر بالغ ہونا

کسی انسان کی ذہنی بلوغت کو اپنانا بہت مشکل ہے کیونکہ ابھی تک اس بات پر اتفاق نہیں ہو سکا ہے کہ اس کے جانچنے کا معیار کیا ہونا چاہیے۔ تاہم مندرجہ ذیل حوالوں سے اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

○ ذہنی بلوغت کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص الفاظ، اعداد، ہندسوں کی زبان کے علاوہ اشارات و علامت سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے جو اس کی ثقافت کے عین مطابق ہوں۔

○ ذہنی طور پر بالغ شخص اپنے فیصلے خود کرتا ہے اور دوسروں کے مشوروں یا اشاروں کا منتظر نہیں رہتا۔ وہ جتنی زیادہ خودمختاری کے ساتھ فیصلے کرتا ہے اتنا ہی زیادہ اسے ذہنی طور پر بالغ سمجھا جاتا ہے۔

○ وہ شخص ذہنی طور پر بالغ سمجھا جا سکتا ہے جو اپنے مسائل پر غیرجانبدارانہ اور واقعیت پسندی کے طور پر غور کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

○ اگر وہ کوئی غلطی کر کے اسے تسلیم بھی کرے تو وہ ایسے شخص کے مقابلہ میں زیادہ بالغ سمجھا جائے گا جو غلطی کرنے کے بعد اس کی ذمہ داری کسی اور پر ڈال دے۔

- اگر وہ جلدبازی میں فیصلے کرتا ہے تو پھر اسے ذہنی طور پر ایسا نابالغ سمجھا جائے گا جو کسی مسئلہ کے اچھے اور برے پہلوؤں پر غور کیے بغیر چال چلن دیتا ہو۔
- وہ شخص پختہ ذہن کا مالک سمجھا جائے گا جو اپنے فیصلہ کو اس وقت تک کے لیے محفوظ کر لیتا ہو جب تک مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر اچھی طرح غوروخوض نہ کرے اور اس بات کا احساس کرے کہ اس سے کیا کیا فوائد یا نقصانات ہو سکتے ہیں اور ان سے کس طرح نمٹا جا سکتا ہے۔ ذہنی بلوغت ہر شخص میں مختلف ہوتی ہے اور اس کا انحصار اس ماحول اور صورت حال پر بھی ہے جس میں وہ رہتا ہو۔ ذہنی بلوغت کا بڑی حد تک جذباتی بلوغت سے بھی تعلق ہے۔

جذباتی اور بالغ پن

یہ ایک عام انسانی فطرت ہے کہ اگر کوئی کام اس کی مرضی یا خواہش کے عین مطابق انجام نہ پائے تو وہ جھنجلاہٹ کا شکار ہو جاتا ہے اور اسے غصہ آنے لگتا ہے۔ اس کا سبب جذباتی بلوغت کا فقدان ہے۔ جو والدین آسانی سے پریشانی کا شکار نہیں ہوتے ان کے بچے عموماً" جذباتی طور پر زیادہ پختہ ہوتے ہیں۔ جذباتی طور پر

پختہ انسان آسانی سے پریشان نہیں ہوتا اور اپنے مزاج پر پورا قابو رکھتا ہے۔

بعض ایسے محسوسات ہوتے ہیں جنہیں آپ قبول تو کرتے ہیں لیکن انہیں دل میں رکھتے ہیں جبکہ بعض ایسے ہوتے ہیں جنہیں آپ بیان کر کے دوسروں کو ان میں اپنا شریک بنا لیتے ہیں۔ اپنے جذبات پر اتنا عبور ایک دو روز میں حاصل نہیں ہو سکتا۔ اپنے آپ پر پورا کنٹرول حاصل کرنے کے لیے آپ کو خاصی مدت درکار ہوتی ہے اور اس کے لیے آپ کو کوشش کرنا پڑتی ہے۔

جذباتی بلوغت آپ کی شخصیت کو پرکشش اور دل آویز بنانے میں مدد دیتی ہے اور آپ کو معاشرہ میں قابل قبول بنا دیتی ہے۔

معاشرہ اور آپ

سوشل لائف اس بات کا تعین کرتی ہے کہ آپ دوسرے لوگوں سے اچھے تعلقات کس طرح قائم رکھتے ہیں۔ آپ شیر خوار بچے سے بڑے ہو کر لڑکپن کے دور میں داخل ہوتے ہیں پھر نوجوانی اور اس کے بعد بولغت کے دور میں۔ اس دوران آپ کے تعلقات اور سرگرمیوں کا دائرہ رفتہ رفتہ وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ جیسے جیسے آپ کی عمر بڑھتی ہے ویسے ویسے زیادہ مختلف نوعیت کے

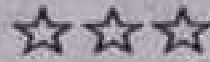
لوگ آپ کی زندگی میں داخل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ سوشل بلوغت آپ کو سیکھنا پڑتی ہے اور وہ معاشرہ اور اس کے اندر رہنے والے افراد آپ کو سکھاتے ہیں۔ سوشل بلوغت نشوونما کا سب سے مشکل پہلو ہے۔ نہ تو اس کے بارے میں پیشن گوئی کی جا سکتی ہے اور نہ ہی یہ باقاعدگی سے نشوونما پاتا ہے۔ تمام لوگوں سے یہ ایک جیسا نہیں رہتا۔ آپ کی کامیابی' مقبولیت اور اطمینان قلب کا بڑی حد تک دارومدار اس بات پر ہے کہ آپ اپنے اطراف میں موجود لوگوں سے کس قسم کے تعلقات و روابط استوار کرتے ہیں۔

ہر انسان زندگی کے متعلق کسی نہ کسی فلسفیانہ نقطہ نظر کا مالک ہوتا ہے جس میں اقدار' مستقبل کی منزلیں اور ان کے لیے جدوجہد کا اصول' گہرے دوست بنانا' زندگی کا ایک مشن اور اس کے حصول کی مخلصانہ کوشش سب ہی شامل ہیں۔ جب تک کوئی شخص زندگی سے متعلق قابل عمل فلسفہ ترتیب نہیں دے لیتا اس وقت تک اسے بالغ نہیں کہا جا سکتا۔

فلسفہ زندگانی کا انحصار خاندانی افراد کے اقدار اور روایات' مذہب' گروہ وغیرہ پر ہوتا ہے۔ آپ کے مذہب کی تعلیم آپ کے سامنے ایک منزل کا تعین کر دیتی ہے۔ عظیم خیالات' اچھے تصوارت اور عظیم انسانوں کی قربانیاں دوسرے انسانوں کی زندگی کے فلسفہ پر

اثرانداز ہو کر انہیں ڈھالنے میں مدد دیتی ہیں۔

اچھی جسمانی، (ذہنی، جذباتی اور سوشل سوچ) اور صحت رکھنا بہت ضروری ہے۔ بحیثیت مجموعی ہر شعبہ میں بلوغت کا حصول انسان کی موجودہ اور آنے والی زندگی کو زیادہ متوازن اور بامقصد بنانے میں پوری مدد دیتی ہے۔



شادی سے پہلے کی محبت

وہ لوگ جو محبت کو محض ایک بے معنی لفظ قرار دیتے ہیں حقیقتاً" ان کی اپنی زندگی ایک بوجھ ہوتی ہے' خود پر بھی اور دوسروں پر بھی۔ ان کی تلخ زبان سے کبھی کوئی پیار و محبت جیسے ایک مقدس تعلق کے لیے ایسے الفاظ نہیں ملتے جنہیں سن کر کوئی دوسرا یہ تاثر دے کہ یہ شخص بھی محبت کرنا جانتا ہے۔ نتیجتاً" وہ تنہائی اور خودگویائی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے ایک مخصوص خول تک ہی محدود رہتے ہیں۔ یہ خول سخت زبان' نازیبا فقرات' نفرت انگیزی اور تنہائی کی بنیادوں پر بنا ہوتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کے قریب کوئی لڑکی قدم رکھنا بھی پسند نہیں کرتی۔ ایسے ہی لوگ ہیں جنہوں نے محبت جیسے انمول رشتے کو بے معنی لفظ قرار دے دیا اور لوگوں میں اسے بری شہرت دی ہے لیکن حقیقت کو

جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ محبت سے کوئی نہیں جیت سکتا کیونکہ محبت سچی ہو تو سچ کو دنیا کے سامنے کوئی نہیں جھکا سکتا۔ اکثر نوجوان محبت کے اصولوں سے واقف نہیں ہوتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ جو کچھ بھی بادی النظر میں ہو' یہ جلد بازی ہی ان کی ناکامی کا سبب بنتا ہے۔ لڑکیاں پہلی نظر میں ہی کسی لڑکے کے متعلق کوئی ٹھوس رائے قائم نہیں کرتیں' اس کو آہستہ آہستہ اور ٹھیک طرح سے سمجھتی ہیں۔ اس سے میل جول اور اچھی باتوں کا تعلق قائم رکھتی ہیں۔ ان ہی رابطوں سے کسی بھی شخصیت کے اخلاقی خدوخال واضح ہوتے ہیں اور پھر لڑکی کے دل میں بھی اس شخصیت کے لیے ایک نرم گوشہ جنم لیتا ہے اور پھر پورے دل پر حاوی ہو جاتا ہے لیکن جلد باز نوجوان پہلی ملاقات میں ہی بے تکلف ہو جاتے ہیں اور جو کچھ لڑکی کو اچھی طرح سمجھ کر اس کے مزاج کے مطابق کہنا چاہیے' اسے پہلے ہی کہہ ڈالتے ہیں اور ساری ساری رات یہی سوچتے رہتے ہیں کہ اس نے مجھے کیوں ٹھکرایا۔ مجھ میں کیا کمی تھی۔ کیا میں بدصورت ہوں اور ان ہی خیالات سے نوجوانوں میں احساس کمتری جنم لیتا ہے اور وہ زندگی کے ہر شعبے میں لمبی ریس کا شکست خوردہ گھوڑا بن جاتے ہیں۔

محبت کے لیے جلدی بازی نہین بلکہ ہوش مندی' شیرں اور

شائستہ زبان اور مخلصانہ رویے کی ضرورت ہوتی ہے اور انہیں بروئے کار لانے کے لیے ایک خاص انداز کی۔ یہ چیزیں کسی بھی نوجوان میں مکمل نہیں ہوتیں اور وہ غیر شائستہ حرکات کی بنا پر لڑکیوں میں اوباش مشہور ہو جاتا ہے۔ یہ کہنا غلط ہو گا کہ لڑکی کے دل میں کسی لڑکے کے لیے پیار نہیں ہوتا۔ کسی بھی لڑکی کا ایک آئیڈیل ہوتا ہے اور وہ اسی آئیڈیل کی تلاش میں رہتی ہے لیکن اس انداز سے کہ اس کے نسوانی کردار پر کوئی حرف نہ آئے۔ اکثر وبیشتر دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ لڑکے اپنے دوستوں کے درمیان اپنی اپنی جان پہچان کی لڑکیوں کے متعلق اس قسم کی رائے دیتے ہیں۔

- وہ لڑکی تو بڑی اکھڑ مزاج ہے۔
- اسے تو کسی سے بات کرنے کا سلیقہ بھی نہیں آتا۔
- وہ مجھے اس طرح کیوں دھتکار دیتی ہے؟
- اس نے میرے محبت نامے کا جواب کیوں نہیں دیا؟
- میں نے اس سے بات کرنا چاہی تو اس نے ناک بھوں کیوں چڑایا؟
- اس نے میرے دیے ہوئے تحفے کو کیوں ٹھکرا دیا؟

اور اکثر لڑکے اپنی دوست لڑکیوں کے بارے میں اس قسم کی رائے بھی دیتے ہیں۔

○ اس کے لبوں پر مجھے مسکراہٹ یوں لگتی ہے جیسے گلاب کی پتیوں پر شبنم کے قطرے۔

○ اس کے بال جھٹکنے کا انداز میری کمزوری ہے۔

○ اگر وہ میری جیون ساتھی بن جائے تو میں خود کو بیچ کر بھی دنیا کی تمام آسائشیں اس کے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دوں۔

○ وہ کالج کے گیٹ پر میرا بے صبری سے انتظار کرتی ہے۔

○ اس کا لب ولہجہ اور بولنے کا انداز مجھے بہت پسند ہے۔

○ میں اکثر اسے اپنی موٹر سائیکل پر لفٹ دیتا ہوں۔

یہ الفاظ اندرونی جذبات کا اظہار ہیں۔

وہ لڑکیاں جو لڑکوں میں بدتمیز اور اکھڑ مشہور ہیں وہ حقیقتاً اتنی اکھڑ مزاج نہیں ہوتیں۔ لڑکیاں بھی لڑکوں کے لیے جذبات رکھتی ہیں بلکہ یوں کہ لیجیے کہ اگر لڑکے کے جذبات دس فیصد ہوتے ہیں تو لڑکی جذبات سو فیصد ہوتے ہیں۔ لڑکیاں بھی لڑکوں سے متاثر ہو کر اپنے دل میں ان کے لیے جگہ بنا لیتی ہیں۔ کوئی بھی لڑکی کسی بھی لڑکے سے جلد بے تکلف نہیں ہوتی جب کہ جلد باز لڑکے چاہتے ہیں کہ وہ پہلی نظر ہی اس پر محبت انگیز ڈالے۔ بعض لڑکیاں ہر لڑکے سے ہنس کر اور کچھ بے تکلف ہو کر ملتی ہیں۔ بات کرتی ہیں' بلاشبہ پہلی ہی ملاقات کیوں نہ ہو اور اس طرح ہر لڑکا

اس لڑکی کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ وہ لڑکی مجھے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے جبھی تو وہ مجھ سے مسکرا کر باتیں کرتی ہے۔

سیانے لڑکیوں کو لڑکوں سے ہنس کر بات کرنے سے منع کرتے ہیں، اسی لیے تاکہ کوئی لڑکا اس سے کوئی غلط فہمی کا تعلق نہ قائم کر لے۔ باشعور لڑکیاں اس پر عمل بھی کرتی ہیں۔ محبت کا گوشہ دل میں رکھتی ہیں لیکن چہرے پر مسکراہٹ نہیں لاتیں۔

ایسی لڑکیاں جو ہر لڑکے سے بلاتکلف گویا ہوتی ہیں وہ محض دل لگی کے لیے۔ وہ کسی بھی لڑکے کو اپنے دل میں مستقل تو کیا عارضی جگہ بھی نہیں دیتیں لیکن اس پر ظاہر نہیں ہونے دیتیں۔ وہ ہر لڑکے سے مسکرا کر اس کا حال چال پوچھتی ہیں اور لڑکے یہاں سے اس غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہا سے اس کا کتنا خیال ہے۔ ایسی لڑکیاں لڑکوں سے اپنا الو سیدھا کراتی ہیں۔ وہ ہر لڑکے سے چھوٹے بڑے تحائف لیتی ہیں اور پھر جب وہ اس لڑکے کے سامنے ہی کسی دوسرے لڑکے سے ایسا رویہ اختیار کرتی ہیں تو پہلے لڑکے پر دل ٹوٹنے کا مرض حاوی ہو جاتا ہے۔

کچھ لڑکیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کی تربیت ان کے والدین نے اس انداز میں کی ہوتی ہے کہ وہ کسی بھی لڑکے کے متعلق

پیار و محبت کے نظریے سے سوچنے کا تصور بھی نہیں کر سکتیں اور ان کے والدین جہاں بھی اس کی شادی کرنا چاہتے ہین وہ ہاں کر دیتی ہیں۔ چاہے لڑکے کا اس سے پہلے کبھی ذکر بھی نہ سنا ہو۔ احساس کمتری کا شکار اور کامیاب محبت کے اصولوں سے ناواقف لڑکیوں کے لیے یہ کتاب بہترین رہنما ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر لڑکے کسی بھی لڑکی سے مخلصانہ اور سچی محبت کے خواہشمند ہوں اور لڑکی کے دل میں اپنے لیے جگہ پیدا کرنا چاہتے ہوں لیکن ایسے طریقوں سے واقف نہ ہوں جس سے وہ لڑکی کے دل میں گھر کرے تو وہ اس کتاب میں دئیے گئے اصولوں اور طریقوں پر عمل پیرا ہو کر بہت جلد لڑکیوں میں مقبولیت حاصل کر سکتا ہے۔

صنف نازک کیا چاہتی ہے؟

اس اہم سوال کا جواب تو شائد خود لڑکیوں کے پاس بھی نہیں ہو گا۔ اگر ان سے ان کی زندگی کے بارے میں پوچھا جائے تو کہ وہ کیا چاہتی ہیں تو یہ سوال ان کے لیے غیر متوقع ہوتا ہے اور ان سے کوئی جواب بھی نہیں بن پاتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خوابوں ہی خوابوں میں وہ چاہتی ہیں جس کے متعلق انہیں یقین ہوتا ہے کہ وہ اسے کبھی حاصل نہیں کر سکتیں۔ اس کا وہ کسی سے ذکر کرتے

ہوئے شرماتی ہیں۔ اس لیے اسے صرف خوابوں میں ہی چاہتی رہتی ہیں۔ یہ ان کی سادگی ہے اور ایسی ہی سادگی عورت کی حقیقی پہچان ہے۔ ایسی لڑکیاں بس خاموش اور کھوئی کھوئی رہتی ہیں لیکن ایسی ہی سوچیں رکھنے والی اور بھی لڑکیاں خوش طبع بھی واقع ہوئی ہیں اور زندگی بھرپور انداز میں گزارتی ہیں۔ انہیں منزل غیرمتوقع اور چاہت کے برعکس بھی مل جائے تو وہ خوشی سے قبول کر لیتی ہیں کیونکہ لڑکیاں بھی یہی خیال کرتی ہیں کہ یہی ان کا مقدر ہے۔ وہ جو چاہتی ہیں اسے حاصل نہیں کر سکتیں۔ اسے لڑکیوں کی نفسیات بھی کہا جا سکتا ہے۔

اگر کبھی کسی لڑکی سے اس کی چاہت اور زندگی کی منزل کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ برا مان جاتی ہے اور ایسے سوال کا جواب دینا قطعاً" گوارا نہیں کرتی۔ اور اس قسم کے سوال لڑکیوں کو لڑکوں سے ناراض کر دینے کا موجب بھی بنتے ہیں۔ عام طور پر لڑکیاں ایسی چیزیں چاہتی ہیں جو اس دنیا میں پورا کرنا کسی بھی لڑکے کے بس میں نہیں ہوتا۔ مثلاً" وہ یہ چاہتی ہیں کہ ان کا موجودہ دنیا سے الگ تھلگ ایک اپنا گھر ہو۔ وہ گھر جنت نظیر ہو۔ وہاں نہ تو ٹریفک کا بے ہنگم شور ہو اور نہ ہی نفرتیں۔ ان کی اپنی اس الگ دنیا میں کوئی مداخلت کرنے والا نہ ہو۔ ان کی خوشگوار زندگی میں

کوئی بھی دوسرا من مانی کرنے والا نہ ہو جہاں آسمان پر بادلوں کے لشکر ہوں، جہاں دور دور تک سبزہ ہو اور اس کے عقب میں حسین پہاڑوں کے دلفریب مناظر آنکھوں کو ٹھنڈک بخشیں۔ جہاں پر اس کی ساس کا بے جا رعب نہ ہو۔ نندوں کے طعنے نہ ہوں۔ کسی کے پاؤں نہ دبانے پڑیں۔ انہیں روٹی کے مسائل نہ ہوں۔ زندگی پیش آنے والے مسائل ان کے لیے کوئی حیثیت نہ رکھتے ہوں۔ ایسی بہت سی باتیں ان کی چاہت ہوتی ہیں۔

کچھ لڑکیاں یہ بھی سوچتی ہیں کہ ان کا شریک حیات ایک ایسا انسان ہو جس پر بجا طور پر فخر کیا جا سکے۔ وہ لوگوں میں غیر معمولی شہرت رکھتا ہو۔ ہر کوئی اس کے گن گاتا ہو وہ اس کے ساتھ جہاں بھی جائے لوگ اس کے آگے بچھ جائیں۔ لیکن عام حالات میں یہ سب کچھ محض ایک ایسا خواب ہے جس کی کوئی تعبیر نہیں اور لڑکیاں جب اپنی امیدوں کے برعکس کسی عام آدمی کی جیون ساتھی بن جاتی ہیں تو مایوس کن زندگی گزارتی ہیں لیکن زبان سے پھر بھی اظہار نہیں کرتیں۔ بعض لڑکیاں یہ چاہتی ہیں کہ وہ ایسی دنیا میں رہیں جہاں انہیں مرد کی ضرورت ہی نہ ہو۔ کسی بھی بات پر عورت اور مرد کے درمیان جھگڑا نہ ہو۔ وہ آزادی سے زندگی گزار سکیں اور ان پر جو ذمہ داریوں کے بوجھ ہیں وہ ان کی پابند

نہ ہوں۔ لڑکیاں ایسے خواب دیکھ کر ہی خوش ہوتی ہیں۔ یہ ان کی بے پناہ سادگی ہے۔ اسی سادگی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس سادگی پر کون نہ مر جائے۔

لڑکیاں پر کشش بننا چاہتی ہیں۔ وہ یہ چاہتی ہیں کہ لڑکے ان کو پہلی نظر میں ہی اپنے دل کی دھڑکن بنا لیں۔ عورت اپنا اقتدار چاہتی ہے۔ شادی شدہ عورت چاہتی ہے کہ گھر پر اس کا مکمل اختیار ہو۔ وہ جو چاہے کرے خاوند کو کوئی اعتراض نہ ہو۔ یہاں سے میاں بیوی میں جھگڑوں کی ابتدا ہوتی ہے۔ لڑکیاں فارغ اوقات میں اپنا آئیڈل بھی تراش لیتی ہیں اور اس کی تلاش بھی کرتی ہیں اور اسی کو اپنا مقصد زندگی بنا لیتی ہیں۔ اپنا مطلوبہ آئیڈل مل جائے تو وہ آئندہ زندگی کے بارے میں سوچنا چھوڑ دیتی ہیں کیونکہ ان کے نزدیک ان کی زندگی کا مقصد تکمیل پا چکا ہے۔

بعض لڑکیوں میں یہ بات عام ہوتی ہے کہ وہ یہ چاہتی ہیں کہ ہر لڑکا اس کا پجاری ہو' خاص طور پر حسین لڑکیاں۔ یہ بات عام طور پر حسین قسم کی لڑکیوں میں دیکھنے کو ملتی ہے وجہ یہ ہے کہ ان کو اپنی پر کشش شخصیت کی غلط فہمی ہوتی ہے۔ وہ سمجھتی ہیں کہ حسین ہیں اور بس یہی ان کی سب سے بڑی خوبی ہے اور وہ دوسرے لوگوں سے ایک منفرد چیز ہے۔ ایسی لڑکیاں عموماً" مغرور

اور خود سر واقع ہوتی ہیں۔ ایسی لڑکیاں سمجھتی ہیں کہ وہ اپنے حسن کے ذریعے ہی دوسروں کی توجہ اور محبت حاصل کر لیں گی۔ خوبصورت چہرے کا تکبر انہیں کہیں کا نہیں چھوڑتا۔ وہ اپنی انا اور حسن کے غرور میں رہتی ہیں۔ ایسی لڑکیوں کو فریب' دھوکہ' جھوٹے وعدے' خودغرض اور رسوائی کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ ایسی لڑکیوں نے محبت کو غلط معنوں میں لے لیا ہے۔ محبت تو ایک ایسا جذبہ ہے جس میں کچھ دے کر ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ محض حسن کے غرور میں رہنے والی لڑکیاں اپنے حلقہ احباب کو کھو ڈالتی ہیں اور اپنے گھر والوں سے بھی دور ہو جاتی ہیں۔ ایسی لڑکیوں کو خود ان کے گھر والے بھی پسند نہیں کرتے اور وہ تنہائی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اور جب ان کو کسی لڑکے کی زندگی کا ہم سفر بنا دیا جاتا ہے تو وہ کامیاب ازواجی زندگی بسر نہیں کر پاتیں ور اپنے شوہر کی امیدوں پر پوری نہیں اترتیں۔ اس طرح دونوں کے درمیان نفرتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ لڑکیاں اپنی اور دوسروں کی زندگی کو بھی ایک جہنم بنا ڈالتی ہیں۔ ایسی لڑکیاں یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ محبت محض ظاہری خوبصورتی پر محیط نہیں بلکہ اس کے آگے اور بھی منزلیں ہیں۔ ہر دور میں صورت سے زیادہ سیرت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ موجودہ دور میں بھی یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ جو لڑکے کسی لڑکی کو

سنجیدگی سے اپنی شریک حیات بنا کر اپنے گھر کو جنت بنانا چاہتے ہیں وہ لڑکی کی خوبصورتی سے زیادہ اس کی خوب سیرتی کا امتحان لیتے ہیں۔ وہ لڑکے جو کسی لڑکی کی صورت پر عاشق ہوتے ہیں وہ سچی محبت نہیں بلکہ محض دل لگی کی غرض رکھتے ہیں۔

کوئی بھی لڑکی جو کسی لڑکے سے محبت بلکہ سچی محبت چاہتی ہے اسے صرف اپنی خوبصورتی کا ہی نہیں بلکہ کچھ دوسری چیزوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے مثلاً" ذہنی اور اس کے علاوہ جسمانی صحت کا خیال رکھنا بھی بہت ضروری ہوتا ہے۔ کوئی بھی لڑکی جو ذہنی اور جسمانی طور پر صحت مند نہ ہو' وہ محبت نہیں کر سکتی اور شادی شدہ ہو تو کامیاب ازواجی زندگی نہیں گزار سکتی۔ محبت جیسے پاکیزہ رشتے کی خواہشمند لڑکیوں کو یہ خیال رکھنا ہو گا کہ اگر وہ کسی کی محبت چاہتی ہیں تو انہیں اپنی جسمانی اور ذہنی محبت کی طرف خاص توجہ دینی ہو گی کیونکہ جسمانی اور دماغی صحت رکھنے والی لڑکی ہی محبت کے اصولوں پر کامیابی سے چلتی ہے۔ بعض لڑکیاں جو اچھا چہرہ نہ ہونے کے سبب احساس کمتری کا شکار ہو جاتی ہیں کہ وہ کم صورت ہونے کے سبب کسی کی محبت نہیں حاصل کر سکتیں' یہ محض ان کی غلط فہمی ہے' ایسا سوچنا خام خیالی ہے کیونکہ محبت تو محبت دے کر ہی پائی جاتی ہے۔ جن عورتوں اور مردوں کے پاس دلکش چہرہ نہیں

ہوتا وہ اپنے کردار، خوش اخلاقی اور لب و لہجے کو بھی اپنا حسن بنا سکتے ہیں۔

بعض عورتیں محبت نہیں چاہتیں کیونکہ وہ مردوں سے ہراساں رہتی ہیں۔ شادی کا نام سنتے ہی ان پر گھبراہٹ طاری ہو جاتی ہے۔ ان کے نزدیک محبت اور شادی ایک بے معنی رشتہ ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتی ہیں کہ شادی اور محبت کے بعد زندگی میں کوئی دلچسپی نہیں باقی رہتی۔ شادی کے بعد صرف میاں کے اشاروں پر ناچنا پڑتا ہے۔ اس کی ڈانٹ سہنا پڑتی ہے۔ اس کی مار کھانا پڑتی ہے۔ ساس اور نندوں کے سامنے سر جھکا کر رہنا پڑتا ہے۔ ایسی لڑکیاں صرف اپنی پڑھائی اور کتابوں تک محدود ہو کر رہ جاتی ہیں یا پھر دوستوں تک۔ جب کہ اگر یہ لڑکیاں چاہیں تو اپنے اکھڑ مزاج شوہر کی طبیعت میں مثبت تبدیلی لا سکتی ہیں۔ وہ اپنے شوہر کا ہر طرح سے خیال رکھیں۔ ان کو بے انتہا پیار دیں تو وہ خاوند کا بھرپور اعتماد اور اس کے دل میں سب سے اونچی جگہ حاصل کر سکتی ہیں۔ بعض عورتیں اپنے شوہر کو مثالی دیکھنا چاہتی ہیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ ان کا شوہر ہر کسی کے سامنے سب سے منفرد نظر آئے۔ اس کی چال ڈھال بولنے کے انداز، بالوں کو خوبصورتی سے سجانے کا انداز، اور بارعب شخصیت رکھتا ہو۔ اس کا لباس قیمتی، خوبصورت

اور سلیقہ مند ہو کیونکہ لباس کو شخصیت کا آئینہ دار بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ہر کسی کے سامنے اپنی بیوی کی تعریف کرے۔ اس کی چوائس کی تعریف ہو تو خاوند بتائے کہ یہ میری بیوی کی چوائس ہے۔ ایسی عورتیں اپنے خاوند سے خوش رہتی ہیں اور قریب قریب ان کی ازواجی زندگی کامیاب گزرتی ہے۔

ہر عمر کی عورتیں خواب دیکھتی ہیں۔ وہ خواب جو خود ان کی خواہشات کے تراشے ہوئے ہوتے ہیں۔ نوجوان لڑکی دیکھتی ہے کہ اس کی طرف بڑھنے والا نوجوان کسی شہزادے کی طرح ہو۔ باتیں کرے تو اس کے منہ سے پھول جھڑیں اور وہ اس کی ہو جائے۔ وہ تصوراتی شہزادہ اس کی خواہشات کا احترام کرے۔ اس کو بے پناہ پیار دے اور کبھی مت ڈانٹے' ہر بات میں اس سے مشورہ کرے۔ بوڑھی عورت اپنی اولاد کی بہتری کے لیے خواب دیکھتی ہے۔ ان کے لیے اچھی بیویوں کے تصورات تراشتی ہے۔ اپنی بقیہ زندگی کے لیے امن' چین اور سکھ دیکھتی ہے۔ وہ اپنے مرد سے کبھی ان کا ذکر نہیں کرتی۔ اکیلے گوشے میں بیٹھ کر اپنی زندگی گزارتی ہیں۔ ان کے خواب انہیں دنیا و مافیہا سے بالاتر کر دیتے ہیں۔ وہ خود کو دنیا سے بے نیاز اور لاتعلق کر لیتی ہیں۔ ان کو اپنی زندگی جینے میں ایک

علیحدہ ہی لطف آتا ہے۔ دوسروں کے سامنے خود کو ایک تجربہ کار عورت ظاہر کرتی ہیں لیکن تنہائی کا موقعہ میسر آتے ہی وہ تصورات میں کھو جاتی ہیں۔ وہ خود کو پھر سے جوان بنا دیتی ہیں۔ وہ اپنے بچوں کے ذریعے سے بھی اپنی جوانی قائم رکھنا چاہتی ہیں۔ بعض عورتیں جو خود کو بناؤ سنگھار کر بھی جوان نہیں بنا پاتیں خود کو تصورات میں جوان کر لیتی ہیں۔ تصور ہی ایک ایسی چیز ہے جس پر کوئی پابندی نہیں اور نہ ہی کوئی حرج۔ ہر عورت اپنی خواہشات کی تکمیل چاہتی ہے لیکن کسی کی بھی سب خواہشیں پوری نہیں ہوتیں اور عورتیں اپنی خواہشات کو خوابوں میں پورا کرتی ہیں۔ عورت بہت سادگی سے زندگی گزارتی ہے۔ خصوصاً مردوں سے زیادہ وہ سادہ لوح ہے۔ یہ عورتیں ایک ایسی دنیا کی تلاش میں رہتی ہیں جس میں وقت کی کوئی اہمیت نہیں۔ ایک ایسی دنیا کی تلاش کرتی ہیں جس کا بنانا انسان کے بس میں نہیں۔ زندگی مصیبتوں اور مشکلات کا ہی نام ہے۔ ان کے بغیر زندگی زندگی نہیں جب کہ عورتیں ان سب چیزوں سے بے نیاز ایک الگ دنیا کی خواہش کرتی ہیں جہاں وہ کسی بھی دردسر میں نہ پڑیں۔ انہیں کوئی مشکل نہ پڑے۔ وہ دنیا جہاں کی تمام الجھنوں سے آزاد ہوں۔ وہاں ان کا مکمل اختیار ہو اور ان کی من مانی میں کسی کا بھی دخل نہ ہو۔

عورت جو اپنی تمام تر خواہشات کی تکمیل چاہتی ہے وہ جس طرح اپنی خوبصورتی کے لیے بناوٹی چیزوں کا سہارا لیتی ہے' خود کو جوان اور پرکشش بنائے رکھنے کے لیے جو جو جتن کرتی ہے' قطعاً" اسی طرح وہ اپنی خواہشات کی منزل چاہتی ہے۔ اپنی زندگی میں ادھورے رہ جانے والے تمام تر حصوں کی تکمیل چاہتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ وہ جو بھی کام کرے ادھورا نہ رہ جائے۔ اس کی زندگی مثالی ہو۔ اس کا گھر' رہن سہن' نمودونمائش کی چیزیں' آسائشیں' محبتیں' قربتیں سب سے منفرد ہوں۔ اس کی اولاد دوسرے بچوں کی نسبت سمجھدار اور اچھی ہو۔ انہیں ہر طرح کی آسائش میسر آئے۔ کسی بھی قسم کی تکلیف نہ آئے۔ اس کی زندگی بے ربط اور بے مقصد نہ ہو۔

مغربی نفسیات دانوں کا کہنا ہے کہ ہر عورت میں نام و نمود اور جھوٹی نمائش کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ میک اپ سے مسلح ہو کر اپنی جنس مخالف کے لیے پرکشش بننا اور اس کے زہدو تقویٰ کا امتحان لینا تو ایک معمولی سی عام بات ہے' عورت اپنے گرد زیوروں اور کپڑوں کے انبار لگا کر بھی مطمئن نہیں ہوتی اور ہمیشہ مزید کا نعرہ لگاتی ہے۔ ان باتوں میں کچھ حقیقت بھی پائی جاتی ہے لیکن یہ نظریہ مغربی عورتوں کی زیادہ عکاسی کرتا ہے کیونکہ یہ نظریہ

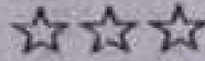
انہوں نے اپنے مغرب میں تانک جھانک کر قائم کیا ہے۔ جبکہ ہمارے مشرق میں یہ نظریہ سو میں سے صرف ساٹھ فیصد درست ہے کیونکہ ہمارے مشرقی روایات کی امین عورتیں ابھی بھی قناعت پسندی کا عملی مظاہرہ کرتی ہیں اور ویسے بھی ہر عورت کے متعلق ایک ہی رائے نہیں ہونی چاہیے۔

مغربی نفسیات دانوں کے مطابق عورت میں حسد انتہا سے بھی زیادہ پایا جاتا ہے بلکہ حسد نے جنم ہی عورت سے لیا تھا۔ کوئی بھی عورت یہ قطعاً" برداشت نہیں کر پاتی کہ اس کے مقابلے میں کسی اور لڑکی کو حسین مان لیا جائے۔ عورت اپنی ساس اور اپنی بہو دونوں سے حسد کرتی ہے رہ یہ برداشت کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس کا خاوند کسی اور عورت کو اپنی بیوی بنا کر گھر میں لے آئے۔ ساس بہو سے اور بہو ساس سے کبھی خوش نہیں ہو سکتیں۔ مغربی تہذیب کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ لڑکی لڑکوں کی نسبت ناقص العقل ہے۔ امریکہ کے علاوہ دیگر ممالک کی یونیورسٹیوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ لڑکے لڑکیوں سے زیادہ نمبر لیتے ہیں جب کہ ہمارے ہاں معاملہ اس کے کچھ برعکس ہے۔ ہمارے مشرق میں زیادہ تر لڑکیاں لڑکوں سے زیادہ نمبر لیتی ہیں۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ لڑکیاں عقل

مند ہوتی ہیں۔ عقل تو ان میں پھر بھی لڑکوں کے مقابلے میں کم ہوتی ہے البتہ لڑکوں کی عقل پڑھائی کے علاوہ دوسرے کاموں میں زیادہ چلتی ہے۔

بعض عورتیں اپنی زندگی غیر شادی شدہ رہ کر گزارنا چاہتی ہیں۔ وہ زندگی کا آزاد رہ کر لطف لینا چاہتی ہیں۔ ایسی عورتیں عموماً "کم عقل واقع ہوتی ہیں۔ وہ ایسی ہی بے وقوفیاں کر جاتی ہے جو اس کے لیے ندامت کا باعث بنتی ہیں لیکن وہ اس میں فخر محسوس کرتی ہیں۔ ایسی لڑکیاں عام طور پر وہ ہوتی ہیں جو دفاتر میں ملازمت کرتی ہیں وہ اسی طرح ساری عمر ملازم رہ کر اپنی زندگی کا مزہ لینا چاہتی ہیں لیکن غیر شادہ شدہ رہنا بھی ان کے لیے ایک مسئلہ ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں ان کے لیے اپنے دفتر میں اگر کسی مرد کے ساتھ علیک سلیک ہو تو وہ اس کے ساتھ تعلقات بڑھاتی ہیں اور پھر شادی بھی کر لیتی ہیں لیکن یہ شادی کچھ عرصہ ہی قائم رہتی ہے۔ وہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ بات بات پر جھگڑنے لگتی ہے اور پھر نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔ اس طرح وہ خود پر پھر سے غیر شادی شدہ ہونے کا لیبل لگا لیتی ہے۔ ان تمام مشاہدات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ لڑکیاں درحقیقت وہ نہیں ہوتیں جو نظر آتی ہیں۔ وہ اندر سے کچھ اور باہر سے کچھ اور ہوتی ہیں۔ ان کو سمجھنا

بہت مشکل ہے۔ کسی بھی لڑکی کے متعلق کسی بھی لڑکے کا یہ دعویٰ غلط ہو گا کہ وہ اسے اچھی طرح جان چکا ہے۔ لڑکیاں شائد اس دنیا کی ایک عجیب سے بھی عجیب تر شے ہیں۔ ہر لڑکی دیکھنے میں ایک سی لگتی ہے لیکن ان کے اندر منفرد خیالات کے سمندر ٹھاٹھیں مار رہے ہوتے ہیں۔ آگے چل کر آپ ہر قسم کی لڑکیوں کے بارے میں پڑھیں گے۔ ایسی لڑکیاں جو ہوتی کچھ ہیں اور نظر آتی کچھ ہیں۔





آپ کو کیسا جیون ساتھی چاہیے؟

عادات اور مزاج کے اعتبار سے جو لڑکیاں سامنے آتی ہیں' ان کا نفسیاتی رویہ ایک دوسرے سے منفرد اور بہت مختلف ہوتا ہے اور ان کے اندر بے شمار تحریکیں پائی جاتی ہیں جن کا وہ اظہار کسی سے نہیں کر پاتیں۔ ایسی لڑکیوں کی توجہ حاصل کرنا خاصا مشکل کام ہوتا ہے لیکن اس کام میں مہارت رکھنے والے پھر بھی کامیاب ہو ہی جاتے ہیں لیکن جہاں پر بھی وہ ان کے مزاج سے مختلف بات کہہ جائیں وہاں سے بات بگڑ جاتی ہے' چاہے کتنی ہی کیوں نہ بن چکی ہو۔ ایسی لڑکیوں کو ان کے مزاج کے مطابق ڈیل کرنا پڑتا ہے لیکن ان کی حرکات' بولنے کے انداز' اور دوسری ظاہری چیزوں سے یہ اندازہ نہیں کیا جا سکتا کہ یہ لڑکی اندر سے کیسی ہے اور تنہائی میں یہ کیا ہوتی ہے۔ یہ باب پڑھ کر آپ اس کام میں

مہارت حاصل کر سکتے ہیں کہ لڑکی کی ظاہری حرکات دیکھ کر اس کے باطنی جذبات کا اندازہ لگا سکیں اور اپنے مزاج سے ہم آہنگ شریک حیات کا انتخاب کر سکیں۔

○ جلد باز

ان لڑکیوں کے ہاتھوں پیروں میں بجلی کی لہریں دوڑ رہی ہوتی ہیں۔ ہر کام بڑی تیز رفتاری سے کرتی ہیں۔ گھر بھر میں یوں اچھلتی پھرتی ہیں جیسے ان کے پیروں سے سپرنگ لگے ہوں۔ کسی بھی جگہ پر کچھ دیر کے لیے بھی ان کے لیے آرام سے اور چین سے بیٹھنا مشکل ہوتا ہے۔ یہ لڑکیاں عجلت پسند، تیز رفتار اور تیز گفتاری کی شاندار مثال ہیں۔ ان کے ہر کام میں عجلت کا عکس نمایاں ہوتا ہے۔ کوئی بھی کام آرام سے کرنا ان کی ذہنی پالیسی کے مفاد میں شامل نہیں۔ ان کی باتوں کو سمجھنے کے لیے ایک صحت مند دماغ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کی باتوں کے پیچھے بھاگنا آسان نہیں ہوتا کیونکہ اگر یہ کم سے کم رفتار بھی اختیار کریں تو بھی ایک سو اسی میل فی گھنٹہ کے حساب سے بولتی ہیں۔ ایسی لڑکیاں عموماً اپنے گھر والیوں کے لیے بھی دردِ سر ہوتی ہیں۔ ان کے مزاج کو سمجھنا بھی آسان نہیں ہوتا۔ ان کے بولنے کے انداز سے آپ کبھی بھی یہ

رائے قائم نہیں کر سکیں گے کہ گویا یہ مسرت لہجہ ہے یا اداس۔ ان کے لہجے کا انداز ایک ہی ہوتا ہے اور یہ ہر قسم کے جذبے کے اظہار کے لیے ایک ہی لہجہ استعمال کرتی ہیں۔ خواہ یہ مسرت کا جذبہ ہو، اداس جذبہ ہو یا پھر محبت کا اقرار ہو۔ ایسی لڑکیوں سے دوستی کرنے والے لڑکے اکثر پریشان ہی رہتے ہیں۔ ان کے لہجے سے یہ بھی نہیں پتہ چلتا کہ یہ دوستانہ گفتگو کر رہی ہیں یا لڑ رہی ہیں۔ باورچی خانے میں کام کرنا بھی ان کے لیے ایک مسئلہ ہوتا ہے۔ کام کے دوران بے تحاشہ بار کچن سے باہر آتی ہیں۔ کچن میں رہ کر اونچی اونچی بولتی ہیں تاکہ گھروں والوں کے ساتھ ساتھ محلّہ بھی اس کی گفتگو میں شریک ہو سکے۔ پیاز یا آلو چھیلتے ہوئے چہرے پر عجیب سے نقوش ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ بار بار انھیں چھینکتی ہیں۔ اپنی سہیلیوں سے بات کرتے ہوئے بار بار قہقہے لگاتی ہیں اور کبھی ان کے ہاتھ پر ہاتھ مارتی ہیں اور وہ بھی پوری قوت سے اور اگر سہیلی ہاتھ آگے نہ کرے تو اس کے کندھے کی شامت آجاتی ہے۔ ان کی تیز طراری ان کے دوسرے کاموں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے اور عموماً" بے صبری کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ مثلاً" اگر ناول پڑھنا ہو تو چاہے کم سے کم صفحات کا ہی کیوں نہ ہو اس کا انجام پڑھ کر ساری کہانی سمجھ لیتی ہیں اور ناول کا شروع حصہ نہیں پڑھتیں جن سے وہ

کہانی کے پلاٹ اور بہاؤ کا ٹھیک طرح سے اندازہ نہیں کر پاتیں۔ اگر میچ دیکھنا ہو تو اس کا اختتامی حصہ دیکھتی ہیں بقیہ گھر والوں سے پوچھ لیتی ہیں۔ کھانوں میں مصالحہ زیادہ تیز پسند کرتی ہیں اور چٹخارے لے کر کھاتی ہیں اور اپنے جیسے ہی تیز مزاج لوگوں کو پسند کرتی ہیں۔ خوش مزاج لوگوں سے ان کی زیادہ دیر تک نہیں چلتی اور ان کے کاموں میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ گھر میں کوئی خوش مزاج آدمی بطور مہمان آ بھی جائے تو اس کے ساتھ ان کا رویہ غیر مناسب ہوتا ہے اور اسے ایسا تاثر دیتی ہیں کہ اس کا آنا اسے اچھا نہیں لگا۔ یہ بہت باہمت واقع ہوتی ہیں۔ اپنے گھر والوں کی زیادہ ڈانٹ نہیں سنتیں اور اگر انہیں کوئی کام کہا جائے تو پلک جھپکنے میں کر ڈالتی ہیں اور کبھی انہیں کوئی چوٹ لگ جائے تو درد کو خاموش رہ کر برداشت کرتی ہیں ظاہر میں یوں مسکراتی رہتی ہیں جیسے انہیں کسی قسم کے درد کا سامنا نہیں۔ چوٹ خواہ کسی بھی قسم کی ہو وہ دل پر لگے یا جسم پر، انہوں نے اس کا اظہار نہیں کرنا۔ یہ ان کی سادگی کا ثبوت ہے۔ یہ بہت سادہ لوح واقع ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے یہ بہت جلد دھوکے یا کسی کے جال میں آ جاتی ہیں کیونکہ یہ جب کسی لڑکے سے دوستی کرتی ہیں تو اس سے اپنی تمام تر امیدیں منسلک کر لیتی ہیں کیونکہ یہ اپنی دانست میں اپنے لیے ایک مکمل شخص کا

انتخاب کرتی ہیں اور وہ یہی امید کرتی ہیں کہ ان کے ادھورے خوابوں کی یہی تعبیر ہے لیکن جب کوئی لڑکا ان کی توقعات کو نہیں پہنچتا ہے تو یہ اندرونی طور پر بہت اداس ہو جاتی ہیں اور دل برداشتہ بھی لیکن اسے دل میں ہی رکھتی ہیں کسی سے بھی اس کا اظہار نہیں کرتیں۔ یہ مضبوط دل کی مالک ہوتی ہیں۔ اگر گھر والے ان کی منگنی کسی لڑکے سے کر دیں تو یہ ظاہر میں خوش نظر آتی ہیں لیکن اندرونی جذبات مختلف ہوتے ہیں۔ ایسے میں ان کی اپنے منگیتر سے گاڑھی چھنتی ہے اور وہ اکثر ملاقات پر ان سے جھگڑ پڑتی ہیں۔ لیکن فوراً ہی صلح بھی کر لیتی ہیں تاکہ لڑکا منگنی نہ توڑ دے۔ یہ لڑکیاں بہت مضبوط دل کی مالک ہوتی ہیں۔ کسی کی غلطی فوری پر معاف کر دیتی ہیں اور کسی کی رنجش دل میں نہیں رکھتیں اور کسی غم کو جلد ہی بھلانے کی کوشش کرتی ہیں۔

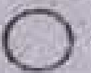
○ غیر مستقل مزاج

یہ لڑکیاں اپنے فیصلے خود کرتی ہیں اور اس پر عمل کر کے یا عمل کرنے سے پہلے ہی اسے چھوڑ کر پھر کوئی نیا فیصلہ کر لیتی ہیں۔ ان کی طبیعت میں مستقل مزاجی نہیں ہوتی۔ ۔ یہ بس سوچتی ہی رہتی ہیں کہ یہ کر لوں وہ کر لوں۔ عموماً اپنے بہن بھائیوں میں

بڑی ہوتی ہیں لیکن انہیں نو عمر رہنے کا بہت شوق ہوتا ہے۔ اس لیے کسی پر ظاہر نہیں کرتیں کہ ہم اپنے بہن بھائیوں میں بڑی ہیں۔ یہی بتائیں گی کہ ان کا نمبر آخری ہے اور لاڈلی ہیں۔ ان کا کوئی بھی کام چھوٹا نہیں ہوتا کیونکہ انہوں نے کبھی بھی کسی چھوٹے کام کے متعلق نہیں سوچنا۔ یہ جب بھی سوچیں گی کسی بڑے کام کے بارے میں سوچیں گی۔ ان کی عقل بھی تیز ہوتی ہے اور تقریباً" گھر کے علاوہ باہر کے کاموں میں بھی تیز ہوتی ہیں۔ کسی بھی بات کو بہت جلد پک کر لیتی ہیں اور اسے پلو سے باندھ لیتی ہیں۔ ان کے دوست زیادہ نہیں ہوتے لیکن یہ خود سب کی دوست ہوتی ہیں۔ ان کا دل و دماغ ایک دوسرے پر حاوی ہے۔ ان کے دل و دماغ کبھی ایک ساتھ کام نہیں کرتے۔ اس لیے ان کے فیصلے بھی پختہ نہیں ہوتے۔ انہیں بناؤ سنگھار کا بہت شوق ہوتا ہے لیکن جتنی ضرورت ہوتی ہے اتنا ہی کرتی ہیں۔ انہیں ہمہ وقت سمارٹ رہنے کا خبط ہوتا ہے۔ عموماً" ایسی لڑکیوں کی نظر خراب ہوتی ہے لیکن وہ یہ ظاہر نہیں کرتیں تاکہ ان کی خوبصورتی ماند نہ پڑ جائے۔ گھر سے باہر گھومنے پھرنے کی بھی شوقین ہوتی ہیں۔ محفلوں میں یا اداروں میں جائیں تو لوگوں کے سامنے اپنے لب و رخسار کے بناؤ سنگھار کی نمائش کرتی ہیں۔ ان کو یہ اچھا لگتا ہے کہ ان کا نسوانی حسن سب

کے سامنے نمایاں ہو اور سب اس کی تعریف کریں۔ اپنی اسی خوبصورتی کی بنا پر یہ سب کو چکر دیتی رہتی ہیں۔ یہ دل میں کسی اور کو جگہ دیتی ہیں اور چاہتی کسی اور کو ہیں۔ ہر کوئی ان کے چکر میں آ جاتا ہے اور بری طرح سے پھنس جاتا ہے۔ یہ سمجھتی رہتی ہیں کہ ہم بہت بڑی نشے ہیں جو ہر ایک کو چکر دے جاتی ہیں لیکن اس یہ اپنی رائے تبدیل کر کے سیدھے راستے پر آ جاتیہیں جب انہیں کوئی چکر دے دیتا ہے۔ یہ نہ وفادار ہوتی ہیں اور نہ وفاشعار۔ ان کے مشاغل میں فلمیں دیکھنا' غیر ملکی رسالے پڑھنا اور اچھل کود والے کھیل شامل ہیں۔ اکثر گھر میں چھوٹے بھائی بہنوں کے ساتھ کرکٹ کھیل رہی ہوں تو جان بوجھ کر ہمسائیوں کے گھر گیند پھینک دیں گی اور پھر خود گیند لینے جائیں گی۔ اس طرح وہ سب ہمسائیوں کے لڑکوں کو خوب اچھی طرح دیکھتی ہیں۔ یہ ان کو ہی نہیں بلکہ ہر لڑکے کو بھائی جان کہیں گی لیکن اصل میں بھئی جان کہہ رہی ہوتی ہیں۔ یہ بات بغور مشاہدے سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ دوسروں کے راز جاننے میں لگی رہتی ہیں بلکہ کریدتی رہتی ہیں۔ یہ چپکے چپکے سے لڑکوں کو چاہتی ہیں لیکن ان کے ساتھ وفاداری نہیں دکھاتیں۔ یہ اپنی خوبصورتی کی بنا پر گھر اور باہر والوں میں مقبول ہوتی ہیں اور انہیں خود بھی ہمہ وقت خوبصورت دکھائی

دینے کا خبط ہوتا ہے۔ اس طرح یہ باہر والوں کی لاڈلی بھی ہوتی ہیں اور گھر والوں کی بھی۔ لڑکے ان کے ناز نخرے اٹھاتے ہیں ور انہیں سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں۔ یہ لڑکیاں حسن پرست ہوتی ہیں۔ خوبصورت لڑکوں کو پوجتی ہیں۔ ان کی تصاویر اپنے پاس چھپا کر رکھتی ہیں۔ یہ خوبصورت لڑکوں سے دوستی گھانٹھ لیتی ہیں اور ان کے درمیان نہایت فخر سے اٹھتی بیٹھتی ہیں۔ چاہے وہ کسی بھی قسم کے کردار کے مالک کیوں نہ ہوں۔ یہ لڑکوں کو خود پرپوز کرتی ہیں۔ ان کی کسی بھی قسم کے لڑکے کے بارے میں سوچ گرگٹ کی طرح بدلتی رہتی ہے۔ یہ کسی بھی لڑکے سے مطمئن نہیں ہوتیں ں۔ ان کے بارے میں شک و شبہات میں مبتلا رہتی ہیں کہ یہ لڑکا اس لڑکی کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے لیکن ان لڑکوں سے ان شبہات کا اظہار نہیں کرتیں۔ ان کی جسامت ایک تنکے کے برابر ہوتی ہے جو ہوا کے معمولی جھونکوں سے بھی اڑتے پھرتے ہیں لیکن اوڑھیلے لباس میں سب کچھ پوشیدہ کر لیتی ہیں۔ ایسی لڑکیاں منہ زور تو نہیں ہوتیں لیکن گھر والوں سے مکمل آزادی حاصل کر رکھی ہوتی ہے۔

 سرد مہر

ان لڑکیوں کے چہرے پر نہ ہنسی کے جذبات ظاہر ہوتے ہیں

اور نہ رونے کے' نہ گاتی ہیں نہ گنگناتی ہیں۔ چلتے وقت ان کی کوئی آواز پیدا نہیں ہوتی۔ ان کی چال ڈھال' حرکات و سکنات' بات چیت' وضع قطع ایک روبوٹ کے مانند ہوتی ہے۔ ان کا دل ہر قسم کے احساسات سے خالی ہوتا ہے۔ ان کی مثال پتھر کے مجسموں جیسی ہے جو تمام تر جذبات سے عاری ہوتے ہیں۔ ان کو پسند کرنے والے لڑکے مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ ایسی لڑکیوں کے دل میں کسی کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ یہ خود کسی کی ذات سے بھی دلچسپی نہیں لیتیں۔ لڑکے ان کے دل میں جگہ بنانے میں ناکام رہتے ہیں۔ یہ روزانہ مقررہ اوقات پر بیدار ہوتی ہیں اور ہر کام مقررہ وقت پر کرتی ہیں۔ یہ مغرور اور ضدی شخصیت کی مالک ہوتی ہیں۔ ان کی گھر کے کاموں کے علاوہ صرف تعلیم پر توجہ ہوتی ہے اور امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کرتی ہیں لیکن انہیں اس کی بھی کوئی خوشی نہیں ہوتی' جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ یہ لڑکیاں بچپن میں سخت طبیب نانی ماں اور بہت غصے والی طبیعت کی والدہ کی نگہداشت میں رہنے کی وجہ سے اس حال کو پہنچتی ہیں۔ مسلسل سخت رویے کی وجہ سے ان کے احساسات فولادی ہو چکے ہوتے ہیں۔ ان کے اذہان میں کسی کے لیے بھی کسی بھی قسم کا کوئی جذبہ نہیں جنم لیتا۔ اور انہیں خود اس کا احساس نہیں ہوتا کہ ان کا رویہ

کیسا ہے۔ ایسی لڑکیاں شادی کے بعد اپنے گھر کو جہنم بنا ڈالتی ہیں۔ شوہر کے ساتھ ان کا رویہ غیر مناسب ہوتا ہے اور ساس کی طرف وہ کوئی توجہ نہیں دیتیں جس سے ساس اور بہو میں جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ ایسی لڑکیوں کو ان کی ساس اور شوہر بے پناہ محبت دے تو وہ خوش مزاج ہو جاتی ہیں اور نارمل زندگی گزارنا شروع کر دیتی ہیں۔

شریر

ان لڑکیوں کی طبیعت میں شرارت بہت ہوتی ہے۔ سکول ہو یا گھر، ان پر شرارت کا بھوت سوار رہتا ہے۔ سکول میں بھی اپنے اساتذہ سے ڈانٹ سنتی رہتی ہیں۔ ان کے اساتذہ بھی ان سے بہت دکھی ہوتے ہیں اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح ان کو راہ راست پر لے آئیں لیکن یہ اپنی فطرت نہیں بدلتیں۔ نتیجتاً اساتذہ ان کو کہنا ہی چھوڑ دیتے ہیں اور کلاس روم میں ان کے وجود سے کتراتے رہتے ہیں اور بہانے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی پٹائی کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح یہ لڑکیاں اپنی سہیلیوں کا ایک گروپ تشکیل دے لیتی ہیں اور اپنی ٹیچرز کے خلاف ایک محاذ کھڑا کر لیتی ہیں اور ٹیچرز کے ساتھ مختلف قسم کی شرارتیں کرتی رہتی

ہیں۔ کبھی ان کے پرس میں لال بیگ رکھ دیتی ہیں کبھی چھپکلیاں اور کبھی کرسی کے نیچے مینڈک چھوڑ دیتی ہیں۔ اکثر جب یہ اساتذہ صبح صبح کلاس میں داخل ہوں تو بلیک بورڈ پر اپنا دلفریب اور پرکشش کارٹون دیکھ کر سراپا آگ بن جاتی ہیں اور پھر پوری کلاس کی شامت آ جاتی ہے لیکن یہ شرارت کرنے والی لڑکیاں یوں معصوم بنی رہتی ہیں جیسے ان جیسا معصوم اس زمانے میں دوبارہ جنم نہیں لے گا۔

گھر میں ہوں تو کسی زلزلے سے کم نہیں ہوتیں۔ ادھر ادھر اچھلتی پھرتی ہیں۔ کبھی یہ چیز پھینک دیتی ہیں تو کبھی کوئی چیز توڑ دیتی ہیں۔ انہیں توڑپھوڑ میں بہت مہارت حاصل ہوتی ہے چاہے وہ شیشے کا گلاس ہو یا محبت بھرا دل۔ انہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ کسی کا دل ٹوٹنے سے کوئی کیا کر بیٹھے۔ یہ زندگی کو ہنس کھیل کر گزارنا چاہتی ہیں۔ چاہے کسی اور پر اس کے برے اثرات مرتب ہوں۔ وہ گھر والے ہوں یا کوئی باہر کا آدمی۔ ان کی شوخیوں' شرارتوں اور ہمہ وقت مسکرانے کی عادت سے ہر کوئی خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے' یہاں تک کہ سکول کا چپڑاسی بھی انہیں اپنی جیب سے چیزیں خرید کر دیتا رہتا ہے۔ یہ لڑکیاں عموماً سچ بولتی ہیں اور اگر کسی کا دل توڑنا ہو تو اسے پہلے ہی سے بتا دیتی

ہیں کہ وہ اس کے بارے میں کیا خیالات رکھتی ہیں۔ ان میں بس ایک یہی خوبی ہے۔ ان کی یہ شرارتیں کالج جانے تک برقرار رہتی ہیں اور کالج میں تعلیم کے دوران بھی جاری رہتی ہیں۔ بلکہ کالج جانے کے بعد پہلے سے زیادہ ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ کالج میں پہنچ کر ان پر وہ پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں جو سکول میں ہوتی ہیں۔ یہ راہ چلتے کسی گھر کی بیل بجا دیتی ہیں۔ لوگوں کے گھروں کے بلب پتھر مار کر توڑ دیتی ہیں۔ باغوں میں کود کر آم، انگور اور امرود چرا لیتی ہیں اور کالج میں اپنا ایک علیحدہ گروپ بنا لیتی ہیں جو پورے کالج کی طالبات کا ناک میں دم کر دیتا ہے۔ اکثر اپنے پیریڈ سے غائب ہوتی ہیں اور اگر موجود ہوں تو لیکچر کی طرف توجہ دینے کی بجائے آپس کی خوش گپیوں میں مصروف رہتی ہیں۔ لڑکوں کو راہ چلتے دوست بنا لیتی ہیں جو روزانہ کالج کے مین گیٹ پر ان کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ یہ ان سے لفٹ لے کر گھر تک آتی ہیں۔ ان کی اپنے کزنوں سے بہت زیادہ دوستی ہوتی ہے۔ ان کی شرارتیں بھی دل کو بھلی لگتی ہیں اور ان کی شرارتوں کی وجہ سے ان کے گھر کے نوکر ہنسی خوشی مار کھا لیتے ہیں اور اگر کوئی نوکر نہ ہو تو یہ کمی کزنز پوری کر دیتے ہیں۔ لیکن وہ بھی انہیں چاہتے رہتے ہیں اور مار کھاتے ہیں تو بھی اف تک نہیں کرتے۔ یہی سمجھتے رہتے ہیں کہ اس کے دل میں

میرے لیے جگہ ہو گی لیکن یہ ان کی خام خیالی کا ثبوت ہے کہ یہ جس کو چاہتی ہیں اس سے شادی نہیں کرتیں۔ ان کو مردانہ وجاہت بہت پسند ہوتی ہے۔ ایسا شخص جو مردانہ وجاہت میں ایک علیحدہ ہی حیثیت رکھتا ہو ان کو بہت متاثر کرتا ہے۔ خوش لباس اور دراز قد شخصیت تو انہیں بہت متاثر کرتی ہے اور ایسا شخص جو اپنی جسمانی ساخت کے لحاظ سے لباس منتخب کرے تو وہ انہیں بہت متاثر کرتا ہے۔

○ دوہری شخصیت کی حامل

درحقیقت یہ لڑکیاں جو دکھائی دیتی ہیں وہ ہوتی نہیں۔ انہیں منافق لڑکیاں بھی کہا جا سکتا ہے۔ معصوم بننے میں تو ان کا کوئی ثانی نہیں۔ ان لڑکیوں کو خطرناک لڑکیاں کہنا چاہیے۔ یہ کسی بھی بات کا ظہار کرنے کی بجائے اسے دل میں رکھتی ہیں اور لڑکے کو یہ پتہ نہیں چلنے دیتیں کہ اس کے دل میں اس کے خلاف رنجش موجود ہے اور وقت آنے پر تمام تر بدلے ایک ہی بار لیتی ہیں۔ انہیں اپنے احساسات اور جذبات پوشیدہ رکھنے میں کمال مہارت حاصل ہوتی ہے۔ یہ کسی کو بھی پسند نہیں کرتیں لیکن اسے منہ پر کہتی بھی نہیں۔ یہ ہر ایک کی ہمدرد بنی رہتی ہیں اور یہ ہمدرد بن کر اس کی

ساری خامیاں اگلوا لیتی ہیں۔ سکول ہو یا کالج' کتابیں' نوٹس اور اس قسم کی دوسری چیزیں لے لیتی ہیں لیکن خود کوئی چیز دینے کا حوصلہ نہیں رکھتیں۔ انہیں خود شاپنگ کرنی ہو تو کسی نہ کسی لڑکے کو لے ہی جاتی ہیں۔ اگرچہ ان کے پاس پیسے ہوتے ہیں لیکن انہیں ہوا تک نہیں لگنے دیتیں اور تمام خرچہ دوسرے کا کرواتی ہیں' چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ اپنی سہیلیوں سے اور دوست لڑکوں سے یہ اپنے تمام تر کام نکلوا لیتی ہیں لیکن اگر کسی دوسرے نے کوئی خریداری کرنی ہو تو کمال مہارت سے بہانہ بنا کر اپنی جان چھڑوا لیتی ہیں۔ میرے ابو بیمار ہیں' مجھے بہت ضروری کام ہے۔ اس قسم کے بہانے یہ بہت خوبی سے گھڑتی ہیں۔ ایسی لڑکیوں کے عاشق نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں اگر کسی لڑکے کو ایسی ہی کوئی معصوم لڑکی پسند آ جائے اور اس سے اس کے بہترین تعلقات بھی قائم ہو جائیں تو بھی وہ لڑکا لاکھ جتن کرے لیکن کبھی اس لڑکی کے دل سے یہ نہیں اگلوا سکتا کہ اس کے دل میں کیا ہے۔ ایسی لڑکیوں کے تعلقات جلد قائم نہیں ہوتے لیکن قائم ہوں تو یہ اس کے بارے میں تمام تر راز جاننے کی ٹوہ میں لگی رہتی ہیں۔ اپنی تمام تر کوشش وہ اس مشغلے پر صرف کر دیتی ہیں۔ یہ جاننے کے لیے کہ اس کا منگیتر کیا کر رہا ہے کہاں جا رہا ہے' اس کے پاس گاڑی کون سی ہے' موٹر

سائیکل کون سی ہے، اس کی جیب میں پیسے کتنے ہیں، اس نے کیسا لباس پہن رکھا ہے، اس کی ماں کیسی ہے، بہن اور بھائی کس قماش کے ہیں۔ ان لڑکیوں کو اپنے عاشق لڑکے کے بارے میں تمام باتیں معلوم ہوتی ہیں لیکن پل بھر میں یوں معصوم بن جائیں گی جیسے انہیں جنم لیے کچھ دیر ہوئی اور ابھی تک وہ انگوٹھا منہ میں ڈالے چوس رہی ہیں۔ لڑکیوں کی یہ قسم بہت خطرناک ہے اور ان سے بچنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ان کے عاشق عام طور پر انہیں بہت معصوم خیال کرتے ہیں۔

○ امارت زدہ

یہ لڑکیاں چال ڈھال سے نٹ کھٹ ہوتی ہیں اور حلیہ بھی عجیب طرز کا ہوتا ہے۔ ان کے بال عموماً بے بی کٹ سٹائل میں بنے ہوتے ہیں۔ گرمیوں میں یہ جینز اور لان کا شیشہ کرتا پہنے رہتی ہیں اور اسی حلیے میں کالج بھی جاتی ہیں۔ سیروتفریح بھی کرتی ہیں اور اس بات میں کوئی ہتک محسوس نہیں کرتیں کہ انہیں پاکستان میں ایسا حلیہ بنا کر نہیں رہنا چاہیے۔ ان کی رنگت سرخ و سفید دور گوری ہوتی ہے۔ آنکھیں بڑی اور خوبصورت اور ہونٹ قل لپس ہوتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر پہلی نظر میں کوئی بھی لڑکا ان پر حرمت

جاتا ہے۔ کالج سے فارغ ہونے کے بعد یونیورسٹی میں پہنچ کر ان کے دوست بدل جاتے ہیں۔ یونیورسٹیوں میں ان کی دوستی پروفیشنل کالجز سے آنے والے خوبصورت اور باصلاحیت لڑکوں سے ہوتی ہے اور عرب لڑکوں سے بھی۔ یہ ان کے ساتھ آرٹس لابی میں فرش پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتی ہیں اور گھنٹوں گپیں ہانکتی ہیں۔ ان کے ساتھ ادھر ادھر گھومتی پھرتی ہیں۔ اس چیز سے بے نیاز کہ کوئی ان کے بارے میں کیا رائے دیتا ہے۔ یہ جس سے بھی دوستی کرتی ہیں سچی کھری اور پکی کرتی ہیں لیکن صرف دوستی۔ کیونکہ یہ شادی کسی مالدار یا بزنس مین سے کرتی ہیں۔ شادی کرنے سے قبل یہ لڑکیاں شوقیہ طور پر سکولوں میں پڑھاتی بھی ہیں۔ اکثر شام کے اخبارات میں ان کی تصاویر لیڈی آف ایوننگ کے طور پر بھی شائع ہوتی ہیں۔ یہ شہرت کو بہت پسند کرتی ہیں اور ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کی تصاویر اسی طرح اخبارات میں شائع ہوتی رہیں اور لڑکے ان کے پیچھے گن چکر بنے رہیں۔ نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والے انہیں بہت پسند کرتے ہیں اور انہیں دیکھ دیکھ کر ٹھنڈی آہیں بھرتے ہیں اور جب ان میں سے کسی لڑکی سے دوستی ہو جائے تو ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ اس سے پیچھے نظر نہ آئیں۔ خود کو مالدار ظاہر کرتے ہیں اور وہ جس اعلیٰ طبقے کے تعلیمی

ادارے کی رکنیت حاصل کرتی ہیں یہ بھی اس میں ہی داخلہ لے لیتے ہیں چاہے فیس کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ ایک دن بھی وہاں سے ناغہ نہیں کرتے کہیں اس سے ملاقات رہ نہ جائے۔ والدین یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کا بیٹا تعلیم میں دلچسپی لے رہا ہے مگر ان کی یہ خام خیالی ہوتی ہے۔ یہ والدین سے ٹیوشن اور کالج کی فیس زیادہ وصول کرتے ہیں اور اس سے بچنے والے پیسوں سے ان لڑکیوں کے لیے طرح طرح کی چیزیں خریدتے ہیں۔ اپنے دوستوں سے مانگ کر شاندار لباس پہنتے ہیں اور لنڈے بازار کے چکر لگاتے رہتے ہیں۔ ان کے ساتھ گردن اکڑا کر چلتے ہیں بے شک مہرہ اپنی جگہ سے کھسک جائے۔ کلام بھی ٹینا ثانی اور نہ جانے کدھر کدھر سے اسے کلام خرید کر دیتے ہیں۔ خواہ یہ کیسٹیں کتنی ہی مہنگی کیوں نہ ہوں۔ انارکلی، ریگل، نسبت روڈ اور لاہور کی خاک چھان کر انہیں انگریزی میگزین اور ناول خرید کر دیتے ہیں جنہیں یہ لڑکیاں خوش دلی سے قبول کر لیتی ہیں اور لڑکیاں انہیں جو شے بھی دیتی ہیں انہیں رات رات بھر یوں سینے سے لگا کر سوتے ہیں کہ کہیں چھوڑا تو انہیں پر لگ جائیں گے اور وہ یوں اڑ جائیں گے کہ وہ اسے دوبارہ پا نہ سکیں گے۔ ان لڑکیوں کے بارے میں چھوٹے طبقے کے لڑکوں کا کہنا ہے کہ یہ لڑکیاں بچی ہوتی ہیں لیکن وہ ان

سے پھر بھی شادی نہیں کر پاتے۔

○ عاقل اور سمجھدار

انہیں بچپن سے بڑا بننے اور خود کو بڑا کہلوانے کا شوق ہوتا ہے۔ یہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں پر رعب بھی ڈالتی ہیں اور ان سے پیار بھی بہت کرتی ہیں۔ ان کی یہ بڑا بننے کی عادت بڑے ہو کر اور بڑی بن جاتی ہے۔ خود کو بڑا ثابت کرنے کے لیے اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے دوستوں پر بھی بڑی مہربان رہتی ہیں اور ان سے بھی دوستی کر لیتی ہیں۔ انہیں رومال کاڑھ کر بھی دیتی ہیں۔ اپنی چھوٹی بہنوں کی سہیلیوں سے بھی تعلقات بڑھاتی ہیں۔ ان کے چھوٹے بڑے کام کرتی ہیں۔ گھر آنے پر انہیں چائے بنا کر پلاتی ہیں۔ انہیں خاص مواقع پر ہاتھوں اور پیروں پر مہندی سے دلکش ڈیزائن بنا کر دیتی ہیں جب کہ اپنی بہنوں کو ڈانٹتی رہتی ہیں۔ دوسروں کے شادی بیاہ کے موقعوں پر پیش پیش ہوتی ہیں۔ ڈھولک پر گیت گاتی ہیں۔ ہر مرحلے پر یہ آگے آگے ہوتی ہیں۔ دلہن کو سجانے، اس کی دیکھ بھال کرتی ہیں، خواہ یہ کسی بھی طرف سے شریک ہوں۔ یہ دوسرے لوگوں سے بہت جلد اچھے تعلقات قائم کر لیتی ہیں۔ کہیں بھی جائیں بہت جلد سب کو اپنا گرویدہ بنا لیتی ہیں

اور وہ ان کی غیر موجودگی میں ان کے گن گاتے ہیں اور ان کا انتظار کرتے ہیں۔ ان کی ایک سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ جسے اپنے خوابوں میں بسا لیتی ہیں اس کی شادی تک وہ اس سے اپنی محبت کا اظہار نہیں کرتیں۔ دوسروں کے سامنے اس کی تعریف بھی کرتی ہیں۔ چھوٹے بہن بھائیوں سے بھی رائے لیتی ہیں بلکہ چھوٹے بہن بھائی خود کہتے ہیں لیکن یہ کبھی اظہار نہیں کر پاتیں۔ اور ان کے ساتھ ایک بڑا حادثہ یہ ہوتا ہے کہ جسے یہ دل میں چاہ رہی ہوتی ہیں اس کی شادی ان کی چھوٹی بہنوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ پھر بھی کوئی ردعمل ظاہر نہیں کرتیں۔ نہایت جوش و خروش اور ہنسی خوشی انہیں رخصت کر دیتی ہیں۔ حالانکہ ان کے اندر ایک طوفان مچل رہا ہوتا ہے اور اپنے اندر لمحہ بہ لمحہ ہونے والی ٹوٹ پھوٹ کو محسوس کر رہی ہوتی ہیں لیکن وہ ان پر قابو پا لیتی ہیں۔ وہ اس لیے بھی قابو رکھتی ہیں کہ چھوٹی بہن کا مستقبل اور محبت سامنے آ جاتی ہے اور یہ بے بس ہو کر رہ جاتی ہیں۔ زبان کو تالا لگا لیتی ہیں اور اپنے مزاج کے مطابق خاموش طبع بن جاتی ہیں اور کسی پر بھی اس خاموشی کا راز نہیں کھلتا۔ ایسی لڑکیاں اپنے محبوب کو خفیہ رکھنا پسند کرتی ہیں۔ یہ چوری چھپے افیئر پیدا کرنے میں ماہر ہوتی ہیں اور انہیں ذی فہم اور

شاطر کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ یہ اپنے محبوب کا نام کبھی بھی ظاہر نہیں کرتیں۔ اگر کوئی لڑکا ان کی توقعات پر پورا نہ اترے تو وہ اس سے قطع تعلق کر لیتی ہیں اور اس سے چڑ کھانے لگتی ہیں۔ خصوصاً" اگر وہ لڑکا کسی لڑکی کے ساتھ نظر آ جائے تو چاہے وہ اس کی بہن ہی کیوں نہ ہو' یہ تصدیق کیے' بغیر اس کو دل سے نکال دیتی ہیں اور دوبارہ اس کا نام بھی اپنے سامنے لینا پسند نہیں کرتیں۔ لڑکے انہیں بے وفا کہنے لگتے ہیں لیکن انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ لڑکیوں کی یہ عادت ان کے نقصان کا باعث بھی بنتی ہیں لیکن انہیں سمجھانا بھی آسان نہیں ہوتا۔

○ اداس اور غمزدہ

یہ ہمہ وقت اداس رہنے کی عادی ہوتی ہیں اور عمر بھر اداس ہی رہتی ہیں۔ انہیں خواتین کی گھریلو کہانیاں' روحانی اور نفسیاتی مضامین پر مشتمل میگزین پڑھنے کی عادت ہوتی ہے۔ اکثر ان کے سرہانے کے قریب اسی قسم کے میگزین پڑھے ہوئے ملتے ہیں۔ ان کے پاس ایک ڈائری ہوتی ہے جس میں یہ فارغ اوقات میں غمگین اشعار لکھتی رہتی ہیں۔ ان دردانگیز اور غمگین اشعار کو یہ خود پر طاری کر لیتی ہیں۔ یہ ہر وقت زندگی کے تاریک پہلوؤں پر غور کر

کے وقت گزارتی ہیں اور دردناک فلمیں اور ڈرامے دیکھ دیکھ کر روتی رہتی ہیں۔ رونا ان کی ایک عادت ہوتی ہے۔ اگر ٹی وی پر پاکستان کا میچ دیکھ رہی ہوں تو جائے نماز اور تسبیح پکڑ کر بیٹھ جائیں گی۔ آخری لمحات سنسنی خیز ہوں اور پاکستان ہارتا ہوا نظر آ رہا ہو تو رونے لگ جاتی ہیں۔ امی یا ابو میں سے کوئی بھی ڈانٹنے چاہے وہ ذرا سا ہی ڈانٹیں تو یہ رونے لگ جائیں گی۔ دردناک افسانے پڑھ کر بھی رونے لگ جاتی ہیں۔ شادی کے بعد ذرہ ذرہ سی بات پر رونے لگتی ہیں۔ ان کے خاوند بھی ان سے مستقل پریشان رہتے ہیں۔ اگر کوئی طنز کرے تو رونے لگتی ہیں۔ ایک مرد پوری عمر میں اتنا نہیں روتا جتنا یہ ایک دن میں رو لیتی ہیں۔ یہ عموماً دبلی پتلی دکھائی دیتی ہیں حالانکہ گھر میں سب سے زیادہ کھاتی ہیں اور گھر کے کام کاج میں بھی حصہ نہیں لیتیں۔ ان کی تعلیمی حالت بھی اتنی اچھی نہیں ہوتی۔ امتحان کے نام سے تو ان کی جان جاتی ہے۔ نقل کی بھرپور تیاری کر کے جاتی ہیں لیکن نقل پھر بھی نہیں کر پاتیں اور پانچ میں سے بمشکل ڈیڑھ سوال حل کرتی ہیں اور سب سے آخر میں کمرہ امتحان سے نکلتی ہیں۔ وہ اداکارائیں ان کی پسندیدہ ہوتی ہیں جو جذباتی اداکاری اور رونے کی اداکاری بہت خوبی سے کرتی ہیں۔ مثلاً" پرانے زمانے کی مینا کماری' مدھو بالا' وغیرہ۔ یہ

گھر، سکول اور کالج میں بھی یا کسی بھی محفل میں موجود ہوں ان کو ہر سرگوشی اپنے خلاف سازش اور ہر مسکراہٹ طنز اور ہر جملہ تلخ لگتا ہے۔



اکھڑ مزاج

دیکھنے میں تو تقریباً" ہر لڑکی بد مزاج دکھائی دیتی ہے لیکن زیادہ تر لڑکوں کے لیے۔ بد مزاج لڑکیاں ہر وقت اپنی ناک پر غصہ رکھ کر بیٹھی رہتی ہیں۔ اور کہیں بھی کوئی بات ان کی مرضی کے بغیر ہو جائے تو لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتی ہیں۔ ایسی لڑکیوں کی زیادہ سہیلیاں بھی نہیں ہوتیں۔ کیونکہ جو بھی لڑکی ان سے دوستی کرتی ہے اس کو یہ دوستی بہت مہنگی پڑتی ہے۔ کالج میں بھی یہ جہاں بیٹھی ہوں اور کسی بھی لڑکی سے بات نہیں کرتیں۔ صرف لیکچر سنتی رہتی ہیں۔ فارغ پیریڈ بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلتیں۔ چونکہ ان کی بد مزاجی مشہور ہوتی ہے اس لیے کوئی ان کے قریب نہیں آتا۔ گھر میں بھی ان کا رویہ اپنے والدین کے ساتھ غیر مناسب ہوتا ہے۔ ان کی اپنی والدہ کے ساتھ گاڑھی چھنتی ہے اور اپنے والد کی چہیتی ہوتی ہیں۔ عموماً" گھر میں بہن بھائیوں سے بڑی ہوتی ہیں۔ ان کی بد مزاجی کی وجہ سے کوئی لڑکا انہیں پروپوز نہیں کرتا۔ اور نہ یہ خود

کسی لڑکے کو پروپوز کرتی ہیں۔ لیکن ان کے دل میں کسی کے لیے نفرت نہیں ہوتی۔ یہ دل میں ہر ایک کے لیے پیار رکھتی ہیں۔ یہ گھر کے کام میں دلچسپی نہیں لیتیں۔ خاص طور پر اپنے ابو کے کام بھاگ کر کرتی ہیں۔ ان پر تھوڑی سی توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر ان کو پیار دیا جائے اور بھرپور توجہ دی جائے تو ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ ایسی لڑکیوں کو سسرال میں توجہ اور پیار ملے تو ان کا مزاج بہتر ہو جاتا ہے۔ یہ بدمزاجی ان میں بچپن کی نظراندازیوں سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ نظراندازی ان کے والدین کرتے ہیں۔ اس پر کوئی توجہ نہیں دیتا۔

○ بے تکلفی کی حامل

ان لڑکیوں سے کسی کی پہلی ہی ملاقات کیوں نہ ہو یہ یوں تاثر دیں گی جیسے وہ صدیوں سے ملتے رہے ہیں۔ ہر ایک سے قریب آنے کی کوشش کرتی ہیں بلکہ آ جاتی ہیں۔ اگر کوئی کسی نئے محلے میں شفٹ ہو تو یہ فوراً وہاں بھی پہنچ جاتی ہیں اور فوراً ہی والدہ کو خالہ جان، اور والد کو خالو جان بنا لیتی ہیں۔ گھر میں درستگی کے لیے رات تک ہاتھ بٹاتی ہیں۔ ان کے ہر کام دوڑ دوڑ کر کرتی ہیں۔ چائے بنا کر دیتی ہیں، ان کے کھانے پکانے میں مدد دیتی ہیں۔

دیکھتے ہی دیکھتے تمام گھر والے ان سے متاثر ہو جاتے ہیں اور انہیں اپنے گھر کے فرد کی طرح ہی سمجھنے لگتے ہیں۔ اگر وہ کسی دن نہ آئیں تو اس کا شدت سے انتظار کرتے ہیں لیکن ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ وہ آنے میں ناغہ کریں۔ عموماً" یہ سارا دن ہی وہاں موجود رہتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس گھر میں کوئی لڑکا انہیں پسند آ جاتا ہے اور یہ اس سے ملنے چلی جاتی ہیں لیکن اس انداز سے کہ اس کو بھی پتہ نہیں چلتا۔ یہ بظاہر ہر نوجوان لڑکے کو نظرانداز کرتی ہیں لیکن دل ہی دل میں اس کو چاہتی رہتی ہیں۔ ان لڑکوں کی والدہ ان لڑکیون کی عادی ہو جاتی ہیں اپنے گھر کی کوئی بھی بات ان سے چھپا کر نہیں رکھتیں۔ ہر کام میں ان سے مشورہ لینا ضروری سمجھتی ہیں۔ یہ گھر کی لڑکیوں کی بظاہر سہیلی بن کر آتی ہیں لیکن حقیقتاً" یہ اپنی چاہت کے آگے مجبور ہو کر آتی ہیں۔ یہ گھر میں کسی کو اٹھ کر پانی نہیں دیتیں۔ گھر میں والدہ اور بہنیں ان کی عادی ہو جاتی ہیں۔ انہیں گھر میں نہ پا کر اداس بھی ہو جاتی ہیں اور گھر خالی محسوس ہوتا ہے۔ یہ اپنی چاہت کا کھل کر اظہار نہیں کرتیں۔ ان لڑکیوں کی کہیں اور شادی ہو جائے تو یہ تمام گھر والوں سے زیادہ ہر کام میں پیش پیش نظر آئیں گی۔ یہ اظہار کی قوت نہیں رکھتیں۔ یہ صرف خاموش رہ کر چاہتی رہتی ہیں۔ ان

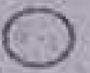
لڑکوں کو چھپ چھپ کر دیکھتی رہتی ہیں اور سنہرے خواب سجاتی رہتی ہیں۔ یہ خود کبھی اظہار نہیں کرتیں بلکہ بات تک نہیں نکالتیں۔ اگر خود کوئی انہیں پرپوز کرے تو کھل جاتی ہیں۔ لڑکیوں کی اس قسم سے بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

○ بزدل اور سہمی ہوئی

انہیں ڈراؤنے خواب بہت زیادہ دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے یہ اندھیرے سے بھی بہت خوفزدہ رہتی ہیں۔ انہیں بھوت پریت اور چڑیلوں سے بہت خوف آتا ہے۔ باتھ روم جانے سے ڈرتی ہیں کیونکہ باتھ روم میں بھی انہیں بھوت اور چڑیلیں بیٹھی دکھائی دیتی ہیں۔ اگر انہیں کوئی برا بھلا کہہ دے تو چیخیں مارنے لگتی ہیں۔ گھر میں لڑائی جھگڑا ہو رہا ہو تو خوفزدہ ہو جاتی ہیں۔ ان کے کام میں کوئی ڈھنگ نہیں پایا جاتا۔ ان کے کسی نہ کسی کام میں کوئی نہ کوئی نرالا پن ضرور موجود ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا تعلق نچلے طبقے سے ہوتا ہے جس کے باعث یہ احساس کمتری کا شکار ہو جاتی ہیں۔ یہ اپنے نچلے طبقے کو نظر انداز کر کے حسین خواب سجاتی ہیں۔ یہ بہت اونچی سوچ سوچتی ہیں لیکن پھر کسی نہ کسی کے پلو سے باندھ دی جاتی ہیں اور انہیں حسین خواب سجانے چھوڑ کر گھر

گرہستی کی پڑ جاتی ہے اور پھر یہ کچھ بھی سوچنے کے لائق نہیں رہتیں سوائے ہانڈی چولہے کے۔ یہ نفسیاتی طور پر ظالم ہوتی ہیں۔ شادی سے پہلے اپنے بھائیوں کی زندگی عذاب بنائے رکھتی ہیں اور شادی کے بعد نندوں کی ان کے گھر والے ہمیشہ ان سے دکھی رہتے ہیں لیکن اس کی انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ یہ ہر کام اپنے مفادات کے عین مطابق کرتی ہیں اور دوسروں کی خوشیاں نظرانداز کر دیتی ہیں۔ اپنے مفادات کی خاطر دوسروں کا نقصان کرنے سے گریز نہیں کرتیں۔ انہیں خوبصورت بنے رہنے کا جنون ہوتا ہے۔ ہمہ وقت میک اپ سے لدی پھدی رہتی ہیں چاہے خوبصورت نہ بھی لگیں۔ بہت زیادہ صفائی پسند ہوتی ہیں۔ اس لیے بار بار اپنے ہاتھ دھوتی ہیں۔ کوئی بھی معاملہ ہو اس کا اس کا منفی پہلو سے جائزہ لیتی رہتی ہیں اور دل ہی دل میں پریشان رہتی ہیں چاہے اس کی کوئی ضرورت نہ ہو ان کو ان کے شوہر کتنا بھی خوش رکھنے کی کوشش کریں لیکن یہ نہ تو خود خوش رہتی ہیں اور نہ ہی اپنے شوہر کو خوش رہنے دیتی ہیں۔ اپنے شوہر سے اپنی ساس اور نندوں کی لڑائیں کراتی رہتی ہیں۔ وہ انہیں لاکھ سمجھانا چاہیں لیکن یہ نہیں سمجھتیں۔ یہ خود کو سب سے بڑا عقل مند سمجھتی ہیں اور اپنی طرف سے اپنے خاوند کو سمجھانے میں لگی رہتی ہیں۔ رات کو ان کا خاوند

تھکا ہوا گھر آئے تو بھی انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ نہ اپنے خاوند کے آرام کا خیال اور نہ ہی اس کی ضرورت کا خیال۔ شوہر جب دن کے وقت گھر نہ ہو تو اپنا سارا وقت اپنے کمرے میں بیٹھ کر گزارتی ہیں۔ ساس سو آوازیں دے تب کہیں جا کر سنتی ہیں۔ خاوند کو صبح دفتر جانا ہو تو اس کے ناشتے کے لیے اٹھنا ان کے لیے عذاب ہوتا ہے۔ شوہر انہیں بار بار آ کر جگاتا ہے کہ میرے لیے ناشتہ تیار کر دو لیکن یا تو یہ سردرد کا بہانہ بنا دیتی ہیں یا پھر گہری نیند کا۔ مجبوراً" خاوند کو خود ہی ناشتہ بنانا پڑتا ہے اور جیسا تیسا بھی بنے ہضم کرنا پڑتا ہے یا پھر اپنی والدہ سے بنوا لیتا ہے لیکن والدہ بھی بیمار ہوں اور خود بھی نہ بنانا آتا ہو تو پھر خالی پیٹ ہی دفتر جانا پڑتا ہے۔ آئینہ بار بار دیکھنے کا بھوت سوار رہتا ہے کہ کہیں اس سے قبل خاوند نے دھوکہ ہی نہ دیا ہو۔ ساس کی ان کے آگے بولنے کی جرات نہیں ہوتی۔ گھر پر کوئی مہمان آ جائے تو اس کے طعام کے لیے کچھ کرنے کی بجائے ان کے ساتھ بیٹھی رہتی ہیں اور یہ سب کچھ ساس کو ہی کرنا پڑتا ہے اور ساس بھی نہ کر سکے تو مہمان کو بھوکا رہنا پڑتا ہے۔ ہر ایک کو اپنے مزاج کے مطابق ڈیل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔



رومان پرور

یہ اپنے خوابوں کا شہزادہ خود تخلیق کرتی ہیں اور اس کی تلاش میں رہتی ہیں۔ تمام تر قسم کی لڑکیوں میں اس قسم کی لڑکیوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یعنی لڑکیوں کی پارٹی میں ان کی قسم اکثریت میں پائی جاتی ہے۔ یہ بہت شوق سے اپنے کالج جاتی ہیں بلکہ میٹرک کرتی ہی اس لیے ہیں کہ کالج جائیں۔ یہ اپنے اساتذہ کی توجہ حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ اپنے ٹیچر کی ایک نظر سمیٹنے کے لیے بے قرار رہتی ہیں۔ اس کے پیریڈ کے لیکچر کو بہت توجہ سے سنتی ہیں تاکہ اپنے ٹیچر کی نظروں میں خود کو نمایاں کر سکیں۔ اپنے ٹیچر کو پھول، پرفیوم، کتابیں، خوبصورت قلم اور دیگر تحائف دیتی ہیں۔ ان کی ایک مسکراہٹ پر مرتی ہیں اور ان کی ڈانٹ سن کر گھنٹوں اداس رہتی ہیں اور رو رو کر آنسوؤں سے تکیے بھگو لیتی ہیں۔ ان کی یہ نفسیاتی الجھن ہے کہ اگر کوئی لڑکا یا ان کا اپنا ٹیچر ان سے ہنس کر بات کر لے تو یہ سمجھتی ہیں کہ وہ انہیں پسند کرتا ہے جبکہ دوسری طرف سے ایسی کوئی بات نہیں ہوتی۔ یہ دل ہی دل میں انہیں چاہنے لگتی ہیں اور ان کے خواب بہت رومانی ہوتے ہیں۔ یہ اپنے خوابوں کے شہزادے اونچے طبقے کے لڑکوں کو بناتی ہیں۔ اپنے محلے کے لڑکے اور کم حیثیت لڑکے انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتے۔

چاہے وہ دل کے کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں۔ امیر سہیلیوں کے بھائی اور امیر کزن ان کی گفتگو کا موضوع ہوتے ہیں۔ وہ انہیں دل ہی دل میں چاہتی رہتی ہیں۔ ان کے دل میں وہ احساسات بھرے ہوتے ہیں جو دوسرے کے دل میں ان کے لیے نہیں ہوتے۔ انہوں نے کبھی محبت کا اظہار نہ کیا ہو لیکن ان کو یہ چاہیں گی۔ غریب طبقے کے لڑکوں کو تو یہ انتہائی فضول اور احمق خیال کرتی ہیں لیکن جب ان کی شادی کسی معمولی سے دفتری ملازم یا دکاندار سے ہو جاتی ہے تو ان کے تمام سنہرے خواب چکنا چور ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں ہانڈی چولہے کا ہی بن کر رہنا پڑتا ہے۔ یہ وفا شعار ہوتی ہیں لیکن ان کے لیے جنہیں یہ خود چاہتی ہیں۔

○ سمارٹ

موجودہ دور کی تقریباً تمام لڑکیاں ہی پرکشش ہوتی ہیں۔ انہیں سمارٹ بنے رہنے کی فکر ہوتی ہے۔ ایسی لڑکیاں نچلے اور اونچے دونوں طبقوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ کھاتے پیتے گھرانوں س تعلق رکھنے والی لڑکیاں بڑی آزاد خیال ہوتی ہیں۔ طوطا چشم کہلاتی ہیں۔ ایسی لڑکیاں پینترے بدلنے میں ماہر ہوتی ہیں ن۔ اور وہ موسم، حالات اور سیاسی تبدیلیوں کے ساتھ فوراً خود کو بدل لیتی

ہیں۔ او جو لڑکیاں نچلے طبقے سے تعلق رکھتی ہیں وہ اپنے والدین کے لیے ایک مصیبت بنی رہتی ہیں۔ وہ والدین ان لڑکیوں کی خوشی کی خاطر اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ ایسی لڑکیوں کا کوئی دین ایمان نہیں ہوتا۔ یہ لڑکیاں شور وغل مچانے میں ماہر ہوتی ہیں اور یہ خطرناک بھی ہوتی ہیں کیونکہ یہ اپنے مفادات کی کاطر کسی کو بھی نقصان پہنچا سکتی ہیں اور بعض اوقات یہ اپنے مفاد کی خاطر اپنی جان قربان کر دیتی ہیں۔ یہ لڑکیاں منہ پھٹ تو نہیں ہوتیں لیکن بعض مواقع پر فوراً" منہ پھٹ بن جاتی ہیں اور پھر بدتمیزی بھی کر ڈالتی ہیں۔ تیز رفتار ڈرائیونگ کی بہت شوقین ہوتی ہیں۔ اکثر ڈرائیونگ کے لیے اکیلے ہی نکل پڑتی ہیں اگر ان کا چالان ہو رہا ہو تو ٹریفک پولیس کو اپنے باپ کے اختیارات اور اعلیٰ عہدے کی دھمکیاں بھی دیتی ہیں۔ یہ دھمکیاں ان کے لیے کئی موقعوں پر کام آتی ہیں سارجنٹ کے خلاف۔ ناپسند کرنے والے لڑکوں کے خلاف اور شادی کے بعد اپنے شوہر کے خلاف۔ انہیں بڑے بڑے ہوٹلوں' کلبوں' دعوتوں میں جانے کا بہت شوق ہے کیونکہ اپنے حسن کی آرائش اور نمائش کا مناسب موقع ہوتا ہے۔ انہیں شمع محفل بننے کا بہت شوق ہوتا ہے۔ کہیں بھی جائیں ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ہر کوئی ان ہی کی طرف گھوم گھوم کر دیکھے۔ لوگوں کو اپنی طرف

متوجہ کرنے کے لیے فحش انداز میں گفتگو بھی کرتی ہیں۔ ایسی لڑکیاں ہر موقع پر ہر کسی کے دل میں جگہ بنانے کی تگ و دو میں لگی رہتی ہیں۔ یہ تقریبات میں نئے نئے لباس اور ہر روز ایک نئے فیشن کے ساتھ جاتی ہیں۔ اور بڑے اسٹائل سے گفتگو کرتی ہیں۔ ایسی لڑکیاں معروف عورتوں کی اسٹائل کی نقل بھی کرتی ہیں۔ ان دنوں ایسی لڑکیوں میں بے نظیر بھٹو کا اسٹائل بہت مقبول ہو رہا ہے۔ یہ ان ہی کی طرح کا چشمہ پہنتی ہیں اور ان ہی کے انداز میں بال بناتی ہیں اور ان ہی کے انداز کے کپڑے سلواتی ہیں۔ اس طرح یہ بہت جلد لڑکوں میں توجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔ حسن پرست نوجوان ایسی لڑکیوں کو بہت پسند کرتے ہیں۔ نوجوانوں سے باتیں کرتے ہوئے ان کے انداز بالکل بدلے ہوتے ہیں۔ یہ ان پر اپنی شخصیت کا رعب جمانے کی کوشش کرتی ہیں۔ یہ ہر ایک کو خوش کر کے اپنا مطلب نکالنے میں لگی رہتی ہیں۔ اور لڑکے جو ان کو ٹھیک طرح سے سمجھ نہیں پاتے وہ ان کے چکروں میں آ جاتے ہیں۔ ان کا یہ ہتھیار ان کی خوبصورتی اور بے تکلفی ہوتا ہے۔ جو لڑکیاں اونچے قد کی ہوں اور خوبصورت ہوں وہ کسی قیامت سے کم نہیں ہوتیں اور جو لڑکیاں ان کے مقابلے میں کم صورت ہوں وہ ہمہ وقت خود کو خوبصورت بنانے کی فکر میں لگی

بات آخر کار طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ طلاق لینے میں بھی خوشی محسوس کرتی ہیں کیونکہ وہ اپنے طور پر آزاد ہو چکی ہوتی ہیں۔ ان کے والدین ان کو لاکھ سمجھائیں لیکن یہ سنی ان سنی کر دیتی ہیں۔ غریب لڑکیوں کے والدین کو زیادہ مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

○ رعب ڈالنے والی

لڑکیوں کے لڑاکا اور بارعب ہو جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اب انہیں ایسی فلمیں دیکھنے کو مل جاتی ہیں جن میں لڑکیاں خوب زور و شور سے لڑائی کے کمالات دکھا رہی ہوتی ہیں۔ اور یہ ان سے اثر لیتی ہیں۔ ایسی لڑکیاں شادی کے بعد اپنے شوہر اور اس کی نندوں کے لیے بھی سراپا عذاب بنی رہتی ہیں۔ یہ دیکھنے اور حرکتوں میں لڑکیاں کم اور لڑکا زیادہ نظر آتی ہیں۔ ان کا تعلق اونچے گھرانوں کی لڑکیوں سے ہوتا ہے جہاں والدین کے پاس ان پر توجہ دینے کو وقت نہیں ہوتا۔ اور یہ والدین کی نظراندازیوں کے باعث اپنی ایک الگ دنیا بنا لیتی ہیں۔ ان کی محبت بری ہوتی ہے جس سے سہیلیاں بھی بری قماش کی بنتی ہیں۔ یہ ان سے اثر لیتی ہیں۔ ان کی دیکھا دیکھی شراب اور سگریٹ سے بھی پینے لگتی ہیں لیکن صرف سہیلیوں کے ساتھ' والدین کے سامنے نہیں۔ ان کو

دیکھ کر پاکستان کی پنجابی فلموں کی وہ ہیروئن یاد آ جاتی ہے جو بڑھکیں اور چھلانگیں خوب مارتی ہے۔ ان کے قد بھی متوسط سے زیادہ ہوتے ہیں ان کی جسامت بھی پتلی نہیں ہوتی۔ انہیں ہاتھ پاؤں چلانا، بڑھکیں مارنا خوب آتا ہے۔ سکولوں سے لے کر کالجوں اور یونیورسٹیوں تک ان کا خاص ٹھکا ہوتا ہے۔ بہت آزاد خیال نہ بھی ہوں تو لڑکوں سے بلا جھجھک ہاتھ بھی ملاتی ہیں جس سے لڑکے ان سے اور بھی زیادہ مرعوب ہو جاتے ہیں۔ یہ اپنی گفتگو میں اے، اور یار جیسے لفظ عام استعمال کرتی ہیں۔ اپنی سہیلیوں اور لڑکوں کو بھی یار کہہ کر بلاتی ہیں۔ چھوٹے قد کے لڑکے انن سے مرعوب رہتے ہیں اور یہ دوستیاں بھی ان سے ہی کرتی ہیں۔ اپنی سہیلیوں کے ساتھ گھومتی پھرتی ہیں اور بڑے بڑے ہوٹلوں میں کھانا کھاتی ہیں۔ یہ لڑکیاں ان فلموں سے خاصہ اثر لیتی ہیں جن میں مار دھاڑ زیدہ ہو۔ سیاسی جماعتوں میں اس قسم کی لڑکیاں بہت مصروف ہوتی ہیں کیونکہ جلسے جلوسوں میں یہ نمایاں کام کرتی ہیں۔ جھنڈے پکڑ کر سب سے آگے چلتی ہیں اور زوروشور سے نعرے لگاتی ہیں۔ لڑائی جھگڑے کی صورت میں جھنڈے سے ڈنڈے کا کام بھی لیتی ہیں۔ امتحانی مراکز میں بڑے آرام سے نقلیں مارتی ہیں۔ جو لڑکیاں بڑے اطمینان سے ٹھیک پرچہ حل کر رہی ہوں ان سے پرچہ چھین لیتی

ہیں اور وہ بیچاریاں ان کی منتیں کرتی رہ جاتی ہیں۔ پورے کمرہ امتحان پر ان کا قبضہ ہوتا ہے۔ منتظمین بھی ان کے رعب میں رہتے ہیں۔ یہ روزانہ بڑے فیشن کر کے کمرہ امتحان میں آتی ہیں۔ کمرہ امتحان سے باہر ان کے دوست لڑکے پھیرے لگا رہے ہوتے ہیں۔ انہیں کوئی فکر نہیں ہوتی لیکن یہ زیادہ تر اپنے بازوؤں پر بھروسہ کرتی ہیں۔ ان کا پرچہ حل کرانے میں منتظمین بھی ان کی مدد کرتے ہیں۔



آپ نے لڑکیوں کی ممکنہ اقسام کے بارے میں پڑھا۔ آپ ان کی تمامتر خوبیوں اور خامیوں سے واقف ہو چکے ہوں گے۔ ان خوبیوں اور خامیوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے آپ کسی بھی لڑکی کے ذہن کو آسانی سے جانچ سکتے ہیں اور ان کے قریب ہو سکتے ہیں۔ اب آگے چلتے ہیں۔ اس باب میں صنف نازک یعنی نازک اندام لڑکیاں ... ان لڑکیوں سے تعلقات بنانے کے بارے میں بتایا جائے گا۔

اگر آپ کے تعلقات لڑکیوں سے بہتر نہیں تو ناخوشگوار بھی

نہیں ہونے چاہئیں۔ اس سے آپ کو روزمرہ کی زندگی میں ناکامیابی نہیں ہوگی۔ اگر کوئی مرد نوکری کے لیے جاتا ہے تو ناکام اس لیے ہوجاتا ہے کہ اس کے تعلقات اپنی مخالف جنس کے ساتھ اچھے نہیں ہوتے۔ ان کی یہ پریشانیاں ان کی زندگی کو تباہ کر دیتی ہیں۔ اکثر مردوں کے تعلقات اپنی رشتہ دار خواتین سے اچھے نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ مرد غیر عورتوں سے تو کیا اپنی رشتہ دار خاتون سے بھی بات کرتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ یہ مرد جو عورتوں سے شرم محسوس کرتے ہیں، ان میں یہ عادت بچپن سے پائی جاتی ہے۔ یہ والدین کی تربیت کا نتیجہ بھی ہوتا ہے یا موروثی عادت بھی۔ اس کا ہر حال میں دور ہونا مردوں کے لیے مفید ہے۔

یہ عادت مردوں کو اپنے اندر سے خود دور کرنا ہوگی کیونکہ اس عادت کو دور کرنا خود مرد کے لیے ہی ممکن ہے۔ کوئی دوسرا اس عادت کو کبھی ختم نہیں کر سکتا۔ وہ صرف آپ کو اس کے طریقے بتا سکتا ہے۔

کامیاب ازدواجی زندگی بسر کرنے والے مرد صنف نازک سے تعلقات بنانے کے فن سے آشنا ہیں۔ ان کی زندگی کامیاب گزرتی ہے۔ بلکہ وہ مرد جو صنف نازک اور دوسری خواتین سے دور بھاگتے ہیں ان کی ازدواجی زندگی بھی خوشگوار نہیں ہوتی۔ یہ عادات

عمر کے ساتھ ساتھ کبھی ختم نہیں ہوتیں بلکہ عمر کے اضافے کے ساتھ اسے دور کرنا اور بھی مشکل ہو جاتا ہے۔

حکیم سقراط کا قول ہے "اپنے آپ کو جاننے کی کوشش کرو"

مردوں کو اپنی اس عادت کو دور کرنے کے لیے سب سے پہلے خود کو مکمل طور پر جاننا ہو گا کیونکہ جب تک آپ خود کو بہتر طور پر جان نہیں جائیں گے تب تک اس عادت سے چھٹکارا حاصل نہیں کر پائیں گے۔ اپنے آپ کو آپ جتنا خود جان سکتے ہیں اتنا اور کوئی نہیں جان سکتا۔ اگر آپ یہ محسوس کریں کہ کسی لڑکی کی ہر دلعزیزی حاصل کرنے میں کوئی رکاوٹ ہے تو اس رکاوٹ کو جاننے کی کوشش کریں۔ آپ کوشش کریں یہ جاننے کی کہ آخر اس میں کون سی بات ہے جس کی وجہ سے آپ سے کوئی لڑکی خوش نہیں ہوتی۔ یا ایسی کون سی وجہ ہے جس کے باعث آپ کسی لڑکی یا اپنی بیوی کو خوش نہیں رکھ سکتے۔ اس میں آپ کی شرم و حیا کارفرما ہے یا کم گوئی۔ آپ خود کو کیسے جان سکتے ہیں۔ یہ ہم آپ کو آگے چل کر بتائیں گے۔

☆☆☆

بیوی آپ سے دور کیوں بھاگتی ہے؟

جسمانی کمزوری

بیویاں اور محبوبائیں کمزور مردوں کو ناپسند کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ بہت زیادہ موٹے، پستہ قد لڑکوں کو بھی لڑکیاں پسند نہیں کرتیں۔ ان کے نزدیک لڑکے کی خوبصورتی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ اس لیے وہ زیادہ خوبصورت لڑکوں کو ترجیح دیتی ہیں تاکہ ان کے حلقہ احباب میں ان کی پسند اور انتخاب کو بطور خوبی بیان کیا جائے۔ جو لڑکے جسمانی لحاظ سے کمزور ہیں یا پستہ قد ہیں ان کے لیے اتنی پریشانی کی کوئی بات نہیں کیونکہ چہرے کی خوبصورتی اور دوسری ظاہری چیزوں کی خوبصورتی تو صرف وقتی طور پر متاثر کرتی ہے جب کہ خوبصورتی سے زیادہ خوبصورت شے خوب سیرتی ہے۔ خوب سیرتی ہو تو زندگی اچھی گزرتی ہے۔ مردوں کو چاہئے کہ آپ

لڑکیوں کو اپنی خوش اخلاقی اور اچھے رویے سے متاثر کریں۔ اگر اخلاق اور رویہ اچھا ہو گا تو لڑکیاں خود بخود آپ میں دلچسپی لیں گی۔

شرمیلا پن

اگر آپ اکثر شرمندہ شرمندہ سے رہتے ہیں تو آپ کو اپنی اس عادت کو تبدیل کرنا ہو گا۔ یہ عادت بچپن سے ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے اکثر مرد زندگی کی بھاگ دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ کسی بھی مرد یا عورت سے آنکھ ملا کر بات نہیں کر پاتے۔ یہ مردوں کی ایک بڑی خامی ہے۔ عورتوں تک تو ٹھیک ہے لیکن موجودہ دور میں یہ شرماؤ پن کی عادت عورت سے بھی کوسوں دور ہے۔ اگر آپ کسی محفل میں یا لڑکیوں اور لڑکوں کے درمیان بیٹھے شرمندہ شرمندہ سے رہتے ہیں اور کسی سے آنکھ ملا کر بت نہیں کر پاتے تو یہ آپ کی عدم خود اعتمادی کی علامت ہے۔ لڑکیوں کی اکثریت خود اعتماد لڑکوں کو پسند کرتی ہے جو کسی بھی محفل میں کھلے دل سے ان سے آنکھ ملا کر بات کرتے ہوں۔ آپ اگر خود اعتماد نہیں ہیں تو آپ کو خود اعتمادی کی ضرورت ہے اس لیے ضروری ہے کہ آپ شرمانا، جھجکنا اور نظریں ملائے بغیر بات کرنا ترک کر دیں۔ سب کے درمیان بالکل اسی انداز میں بیٹھے بات کریں جیسے

آپ ان سے کافی عرصے سے آشنا ہیں۔ بلاشبہ آپ کی پہلی ملاقات ہی کیوں نہ ہو۔

بدبودار مرد

اگر آپ کے جسم یا منہ سے ناپسندیدہ بو خارج ہوتی ہے تو آپ کو اسے دور کرنا ہو گا کیونکہ آپ کے جسم اور منہ سے خارج ہونے والی بو کسی بھی لڑکی کو اپنے پاس بیٹھنے سے روکتی ہے اور لڑکیاں بھی ایسے لڑکوں کو پسند نہیں کرتیں جن سے ناپسندیدہ بو کی شکایت ہو۔ عام طور پر جسم سے اٹھنے والی بو پسینے کے باعث ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کچھ اندرونی خرابیوں کے باعث منہ سے ناپسندیدہ بو خارج ہوتی ہے۔ آپ اس کا علاج یوں کر سکتے ہیں کہ اچھی اور زیادہ دیر تک اثر قائم رکھنے والی خوشبویات کا استعمال کریں لیکن بو اس قدر تیز نہ ہو کہ کسی دوسرے کو ناگوار گزرے۔ اس کے علاوہ منہ کی بدبو کے لیے کسی باقاعدہ ماہر ڈاکٹر سے رجوع کریں اور کسی محفل میں جانے سے پہلے منہ میں الائچی وغیرہ ڈال لیا کریں۔ اس سے بھی منہ کی بو کا کچھ دیر تک اثر کم رہتا ہے۔

آپ کے عیوب

اکثر مردوں کو اپنی صحت کے بارے میں فکر لاحق رہتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ اپنی کچھ دوسری بیماریوں اور عیبوں کی طرف سے بھی فکرمند رہتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے عیب دوسروں کے سامنے بیان کر دیتے ہیں جب کہ یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ آپ اپنے عیب دوسروں کے سامنے مت بیان کیا کیجئے --- خصوصا" صنف نازک کے سامنے۔ اس طرح لڑکیاں آپ سے دور دور رہنے لگیں گی۔

دوستانہ رویہ

انسان کا کوئی بھی کام کسی دوسرے انسان کی مدد کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آپ کسی کے ساتھ برے طریقے سے بولے ہوں اور اس کو بہت زیادہ دکھی کر دیا ہو۔ اس کو اس کی کمزوری کا احساس دلایا ہو جس سے دوسرا فرد آپ سے متنفر ہو جاتا ہے اور دل میں فیصلہ کر لیتا ہے کہ آپ کے ساتھ کوئی تعلق واسطہ نہیں رکھے گا۔ اس طرح جب وہ دوسرے لوگوں کے درمیان محو گفتگو ہو تو آپ کے ذکر پر آپ کے عیب بیان کرتا ہے۔ اس طرح آپ دوسروں میں بری شہرت رکھنے لگتے ہیں۔ کہنے

کا مطلب یہ ہے کہ آپ کسی کے ساتھ برا سلوک نہ کریں۔
موجودہ دور میں جب کسی کام کے لیے کسی دوسرے فرد کے پاس جاتا ہے تو اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی بہت سے افراد سے کام پڑتا ہے۔ کوئی بھی انسان کسی سے کٹ کر نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا ان کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھنا ایک طرح سے وقت کی ضرورت ہے۔ کبھی بھی دوسرے انسان کی مدد اور ہمدردی کے بغیر گزارہ ممکن نہیں۔ انسان کو روزمرہ کے کام اور دوسرے مسائل تلخ بنا دیتے ہیں اور وہ دوسروں سے بات چیت نہیں کرتا۔ ایسے وقت میں آپ اس سے ہمدردی کریں۔ اس کے دکھ بانٹیں اور اس کے کام بھی آئیں۔ اسی طرح آپ ہر کسی کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھیں۔ آپ کا لب و لہجہ شائستہ اور نرم رویہ ہو گا تو دوسرا خود بخود آپ کی طرف کھنچا چلا آئے گا۔ آپ کو خود ہی اپنی شخصیت کو مقناطیسی کشش کا حامل بنانا ہو گا۔ اس طرح آپ کے حلقہ احباب میں آپ اچھے لفظوں سے معروف ہوں گے اور لڑکیوں کو آپ کے متعلق اچھے لفظوں سے تعارف ہو گا اور ان کا آپ سے ملاقات کرنے کو خود ہی من چاہے گا۔

ناخوشگوار شخصیت

اکثر آپ محسوس کرتے ہوں گے کہ آپ بہت زیادہ اونچی آواز میں بولنے لگتے ہیں۔ اونچے اونچے قہقہے لگاتے ہیں' ناک چڑاتے ہیں' دانت کٹکٹاتے ہیں' ناخن چباتے ہیں یا اپنی گفتگو میں نازیبا الفاظ شامل کرتے ہیں۔ یہ ناخوشگوار چیزیں آپ کو اپنی ذات سے ختم کرنا ہوں گی۔ کیونکہ یہ چیزیں آپ کی شخصیت پر برا اثر ڈالتی ہیں اور آپ کا امیج متاثر ہوتا ہے۔ یہ اچھی بات نہیں۔ آپ کو اپنی شخصیت پر پوری توجہ دینی چاہیے۔ آپ اپنی شخصیت میں اچھی عادات شامل کریں اور بری عادات کو ترک کریں۔ گفتگو کے دوران کسی محفل میں ہنسنے کا موقع آئے تو بجائے منہ کھول کر قہقہہ لگانے کی کوشش کریں بلکہ ہلکی آواز میں مسکرا دیں۔ کسی کی گفتگو مت کاٹیے اور دوران گفتگو ہوں' ہاں میں جواب دیجیے اور محفل کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھ کر باادب طریقے سے بیٹھیے۔

مندرجہ بالا خواص اور نقائص اگر آپ میں موجود ہیں تو ان کو ختم کرنے یا ان کو جلا دینے کی کوشش کریں۔ یہی آپ کی ازدواجی اور رومانی زندگی کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

☆☆☆

جنسی جذبہ --- قدرت کا عطیہ

انسانوں اور جانوروں کے سیکس میں ایک بنیادی فرق ہے۔ انسان جانور سے بہتر ہے کیونکہ اس کے پاس دماغ ہے اور اس دماغی قوت نے ہی انسانی سیکس کو فن کی شکل دے دی ہے۔ آج دنیا میں جس قدر بھی فن نظر آتے ہیں اس جذبہ سیکس کی ہی دین ہیں۔ خاص طور پر رقص و موسیقی، مصوری، نقاشی، شعر و شاعری۔ یہ تمام فن سیکس کے لئے انسانی جدوجہد کا ہی انجام ہیں۔ اس نے سیکس کو محض نسل انسانی کے فروغ کا ذریعہ بنا کر دل بستگی کا مخصوص ذریعہ بنا دیا ہے۔ جب وہ جسمانی اور دماغی طور پر خود کو بے حد تھکا ہوا محسوس کرتا ہے تب سیکس کی پناہ لیتا ہے۔ صرف سیکس ہی ایک ایسا ذریعہ ہے کہ اس کے دل اور دماغ کو سکون اور تسلی بخشتا ہے۔

انسان نے اپنے دماغ اور دماغ کی اڑان سے ہی سیکس کو فن کی شکل دی ہے۔ پھر بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم سیکس کو دماغ کے زیرِ ہدایت رکھ سکتے ہیں یا نہیں۔ ایسی بات بھی نہیں ہے۔ ہمارا دماغ سیکس کے ہاتھی پر آنکس کا کام کرتا ہے۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق اس متوالے ہاتھی کو کسی بھی سمت چلا سکتا ہے ادھر ادھر موڑ سکتا ہے اور اس متوالے ہاتھی کو ایک بھیگی بلی کی طرح بٹھا بھی سکتا ہے حالانکہ یہ ہاتھی دماغ کے اشاروں پر عمل کرتا ہے لیکن کبھی کبھی بگڑ بھی اٹھتا ہے اور آنکس کے ساتھ ساتھ مہاوت کو بھی اٹھا کر پھینک دیتا ہے اور اس طرح سیکس پر کسی حد تک ہی قابو رکھا جا سکتا ہے۔ اگر اس پر زیادہ دباؤ ڈالا جائے تو بے قابو ہو جاتا ہے۔ سیکس کا جذبہ اس قدر طاقتور اور خطرناک ہوتا ہے کہ اپنی جنسی پیاس بجھانے کے لئے جنس مخالف کو حاصل کرنے کے لئے بڑے سے بڑے خطرے اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ بڑی سے بڑی قربانی دینے پر آمادہ کر دیتا ہے دراصل سیکس کا جذبہ ہمارے جسم کی ایک ایسی پیداوار ہے جو ہم پر حاوی رہتی ہے اور ہمارا جسمانی نظام اسے اپنا کام کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

بلوغت اور جنس مخالف

جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے والے لوگوں میں سیکس کے جذبہ کو فروغ دینے میں جنس مخالف کی خوبصورتی اور جوانی کا خاص ہاتھ ہوتا ہے۔ جوانی کے آتے ہی نوجوانوں میں عورت کے لئے گہری دلچسپی اور کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی خاص وجہ ہوتی ہے جسمانی تبدیلی۔ یہ جسمانی تبدیلی ہی ان کے دل میں سیکس کا جذبہ پیدا کرتی ہے اکثر دیکھا گیا ہے کہ کچھ نوجوان ایسے ہوتے ہیں جو عورتوں کے درمیان بڑی آسانی سے اور بہت جلد مقبولیت حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ قطعی ضروری نہیں ہوتا کہ وہ نوجوان نہایت خوبصورت اور ذہین ہوں۔ بے شمار خوبیوں کے مالک ہوں۔ لیکن ان کا جوان جسم' انداز گفتگو اور برتاؤ انہیں ہیرو' بنا دیتا ہے۔

جسمانی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ جوانی کی بھی بہت اہمیت ہے۔ چند عورتیں دیکھنے میں زیادہ خوبصورت نہیں ہوتیں لیکن ان کی جوانی اپنے آپ میں اس قدر دلکش اور دلفریب ہوتی ہے کہ ہزاروں خوبصورت عورتوں کی موجودگی کے باوجود وہی مردوں کی نظر اور دلچسپی کا مرکز بن جاتی ہیں۔ وہ بڑی آسانی سے مردوں کو بہت ہی زور دار طریقے سے اپنی طرف راغب کر لیتی ہیں۔ ایسی عورتوں کا رنگ سانولا ہی کیوں نہ ہو لیکن ان میں کچھ اس طرح کی

تازگی اور زندگی پائی جاتی ہے جو مرد کو ان کی قربت حاصل کرنے کے لئے دیوانہ بنا دیتی ہے۔

نوجوان لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کو بڑی تیزی سے اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں لیکن سماج اور قانون ان کی ہم آہنگی کے درمیان دیوار بن جاتے ہیں۔ اگر مرد اور عورت میں خوبصورتی اور جوانی کے ساتھ ساتھ خوبیاں اور اچھائیاں بھی ہوں تو اس کشش کو اور زیادہ طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔ عورتوں کی شرم و حیا' نرمی وغیرہ ایسی خوبیاں ان میں اور زیادہ کشش پیدا کر دیتی ہیں اور اسی لئے ان خوبیوں کو عورت کا سب سے زیادہ قیمتی اور خوبصورت زیور قرار دیا گیا ہے۔

مرد کی جو خوبیاں عورت پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوتی ہیں وہ ہیں طاقت' دلیری اور دریا دلی' قربانی کا جذبہ۔ خیالات کی بلندی' مرد کو عورت کی نظر میں قابل پرستش بنا دیتی ہے۔ مرد کی طاقت اور دلیری کی تعریف کرنا عورت کے لئے قطعی قدرتی اور ضروری ہے۔ کیونکہ عورت میں مرد کے مقابلے جسمانی طاقت کم ہوتی ہے۔ عورت خواہ خوبصورت ہو یا بدصورت' جوان ہو یا ادھیڑ عمر' مگر جب وہ تنہا ہوتی ہے' اس کے دل اور دماغ پر خود بہ خود ایک خوف طاری ہو جاتا ہے اور اس کی اس جسمانی اور ذہنی

کمزوری کا ہی تقاضا ہوتا ہے کہ کسی بھی مرد کا سہارا لے۔ عورت کی یہ کمزوری ہی اسے مرد کو خود سے بہتر سمجھنے پر مجبور کر دیتی ہے اور جس مرد کے زیر سایہ وہ بے خود ہو کر خوش حال زندگی بسر کرنے لگی ہے وہ مرد اس کے لئے دنیا کی سب سے زیادہ عزیز ترین شخصیت بن جاتا ہے اور وہ اس سے دیوانگی کی حد تک محبت کرنے لگتی ہے۔ اس کے لئے خود کو قربان کر دینا اپنا فرض سمجھتی ہے۔

دور قدیم میں مرد کے عورتوں کی طرح زیور بنتے تھے۔ یہ زیورات ان کی دولت مندی اور ان کے رتبے کو ظاہر کرنے کے ساتھ ان کی خوبصورتی میں بھی اضافہ کرتے تھے۔ مرد بھی عورتوں کی طرح سنگار کرنے کی چیزیں استعمال کرتے تھے۔ خوشبودار تیل، عطر، پھولوں کے ہار اور خوبصورت رنگین لباس، لمبے بال مردوں کی خوبصورتی میں چار چاند لگا دیتے تھے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ مردوں نے اس طرح خود کو سجانا سنوارنا چھوڑ دیا۔ مگر خوشبودار تیل اور عطر وغیرہ آج بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔

جنسی لحاظ سے عورت زیادہ طاقتور ہے یا مرد؟

عورت کے جنسی اعضاء مرد کے جنسی اعضاء کے مقابلے میں

کہیں زیادہ بہتر اور طاقتور ہوتے ہیں۔ اس کے جنسی اعضاء ہر صورت سے ' بناوٹ ' کام ' کام کرنے کی طاقت اور خوبی ' پیچیدگی میں مردانہ جنسی اعضاء کے مقابلے میں بہتر ہوتے ہیں۔ مرد کے جسم میں صرف دو ہی سیکس ہارمونز ہوتے ہیں جبکہ عورت کے جسم میں چھ ہارمونز ہوتے ہیں۔ جہاں تک عورت کے جنسی اعضاء کے کام کرنے کا سوال ہے آج تک دنیا میں کوئی بھی ایسا مرد پیدا نہیں ہوا جو عورت کی جنسی قوت کا مقابلہ کر سکے۔ عورتیں کم عمر میں ہی ہم بستری کے قابل ہو جاتی ہیں۔ وہ رات اور دن کے چوبیس گھنٹوں میں کئی مرتبہ مباشرت کا لطف اٹھا سکتی ہیں۔

قدرت نے عورت کو اس لئے بنایا ہے کہ انسانی نسل کو فروغ حاصل ہو۔ اس کے جسم کو اس طریقہ سے بنایا ہے کہ وہ حاملہ ہو سکے۔ اس کے بطن میں بچے کی ۹ ماہ تک پرورش ہوتی رہے اور جب وہ ماں بن جائے تو بچے کو اس وقت تک اپنا دودھ پلا کر پرورش کر سکے جب تک کہ وہ دوسری چیزیں کھانے اور ہضم نہ کرنے لگے۔ اس لحاظ سے عورت مرد کے مقابلے کہیں زیادہ قابل احترام ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ صدیوں سے اور شاید اس وقت سے جب سے انسان نے جنگلوں اور ویران اور پہاڑوں کو چھوڑ کر جھونپڑے بنا کر رہنا شروع کیا ہے۔ جب سے اس نے چند لوگوں کو

یکجا کر کے اسے قبیلے کی شکل دی اور پھر آہستہ آہستہ وہ اس صورت تک پہنچا۔ اسی وقت سے مرد نے ہر طرح کی باہری ذمہ داری اپنے کاندھوں پر لے کر عورت کو گھر کی چار دیواری تک محدود کر دیا اور پھر سماج کے قاعدے' قانون بنانے کا اختیار خود اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ دراصل مرد کو برتری اور عظمت محض اس لئے حاصل ہوئی کہ وہ جسمانی طاقت میں عورت کے مقابلے کہیں زیادہ طاقتور تھا۔ اس کے علاوہ اسے عورت کی طرح ماں بننے کی تکلیفیں بھی برداشت نہیں کرنی پڑتی تھیں۔

مرد اور عورت کا جنسی رشتہ

عورت اور مرد کے درمیان یہ جنسی رشتہ قدرت ہی کی دین ہے۔ قدرت نے جانداروں کی ہر قسم میں مخالف جنس کی تعمیر کی ہے اور ان کے دل' دماغ اور جسم میں ایک ایسا جذبہ اور خوبی بھر دی ہے کہ ہر جاندار اپنی مخالف جنس کی طرف کھنچنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مخالف جنس کی طرف یہ کشش ایک قدرتی جذبہ ہے۔ ہر دو جنس مخالف کو قدرت نے ایسی خوبیاں اور خصوصیات بخشی ہیں جو اس میں نہیں ہوتیں۔ دونوں کا جسمانی ڈھانچہ یکساں ہوتا ہے لیکن اسی ڈھانچے کے اندر قدرت نے ایسی تبدیلیاں پیدا کر دی ہیں جو

ایک دوسرے کی کشش، توجہ اور دل کشی کا مرکز بن جاتی ہیں۔ جن پر نظر پڑتے ہی جنس مخالف کے دل میں ایک عجیب سی چاہت کروٹیں لینے لگتی ہے۔ جسم میں ایک عجیب سی مدہوشی چھا جاتی ہے اور وہ اس کی قربت حاصل کرنے کے لئے بیقرار ہو اٹھتا ہے۔

سیکس کی خواہش انسان کی ایک قدرتی خواہش ہے۔ جس طرح وہ بھوک، پیاس محسوس کرتا ہے اسی طرح اس کے دل میں جنس مخالف کے ساتھ ہم آہنگی، ہم آغوشی اور ہم بستری کا جذبہ بھی بیدار ہو اٹھتا ہے۔

مرد اور عورت کے درمیان جنسی رشتہ سماج اور قانون ہی نہیں انسانیت کی نظر میں بھی مناسب رشتہ قرار دیا گیا ہے۔ قدرت نے ہر جاندار میں جنس مخالف کو پیدا کیا ہے اس لئے وہ اپنے جیسے جاندار کے ساتھ ہی جنسی رشتہ قائم کرے گا۔ گائے اور بھینس میں جسمانی طور پر یکسانیت پائی جاتی ہے۔ اس طرح پرندوں کی ہزاروں قسمیں ہیں لیکن ایک قسم کا پرندہ دوسری قسم کے پرندے کے قریب کبھی نہیں جاتا۔ یہ حالت ان جانداروں کی ہے جس میں دماغ اور سوچ سمجھ جیسی کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔ اس کے باوجود ان میں قدرت نے ایسی خاصیت پیدا کر دی ہے کہ ایک گھوڑا کسی ہتھنی کے ساتھ اور ایک ہاتھی کسی گھوڑی کے ساتھ کبھی جنسی رشتہ قائم

نہیں کرتا۔ لیکن انسان جسے اشرف المخلوقات کہا گیا ہے جو اس زمین پر پائے جانے والے جانداروں میں سب سے زیادہ عقلمند سمجھدار اور سلیقہ دار تصور کیا جاتا ہے کبھی کبھی قدرت کے اس قانون کی خلاف ورزی کر کے انسانیت تو دور حیوانیت کی حدوں کو بھی پار کر جاتا ہے۔

جانوروں کے ساتھ انسان کا دور قدیم سے ایک بہت ہی نزدیکی رشتہ رہا ہے۔ مثلاً" گھوڑے، گائے، بیل، بکری، کتا وغیرہ۔ جب انسان کے پاس اپنی جنسی پیاس بجھانے کے لئے کوئی ذریعہ نہیں ہوتا تو وہ جنسی تسکین حاصل کرنے کے لئے جانوروں کا سہارا لینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ایک پرانے مندر کی دیوار پر ایک مرد کو گھوڑی کے ساتھ مباشرت کرتے ہوئے بت بنا کر دکھایا گیا ہے۔ ہندوستان کی بہ نسبت یورپ کے ملکوں میں کتے پالنے کا بہت شوق ہے۔ ان ممالک میں ایسی عورتوں کی اکثریت پائی جاتی ہے جو کتوں کے ذریعہ جنسی تسکین حاصل کرتی ہیں۔ اس کے لئے نہ تو انہیں کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ نہ بدنامی اور بلیک میلنگ کا خوف اور حاملہ ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر مرد کسی مادہ جانور کے ساتھ مباشرت کرے تو اس مادہ جانور کے حاملہ ہونے کا خطرہ نہیں ہوتا ہے۔

جو مرد اور عورتیں ایک جیسے ماحول' آب و ہوا اور مقام پر رہتے ہیں ان کے جسم کا درجہ حرارت یکساں ہوتا ہے۔ جو لوگ سرد ملک میں رہتے ہیں ان کے درجہ حرارت اور گرم ممالک میں رہنے والے باشندوں کے درجہ حرارت میں بہت فرق ہوتا ہے۔ مختلف درجہ حرارت کے مرد اور عورت اگر مباشرت کرتے ہیں تو ان میں جنسی امراض پیدا ہونے کا اندیشہ بنا رہتا ہے۔ علم طب کے ماہرین کا خیال ہے کہ دنیا بھر میں جس قدر بھی جنسی امراض ہیں ان کے پیدا ہونے کی وجہ مختلف آب و ہوا میں رہنے والے مختلف علاقوں میں رہنے والے مرد اور عورتوں کے جنسی تعلقات ہی ہیں۔

دنیا کے ممالک اتنی تیزی سے ایک دوسرے کے قریب آتے چلے جا رہے ہیں۔ میل ملاقات میں اس قدر آسانی ہو گئی ہے جتنی پہلے کبھی نہیں تھی۔ ایسی صورت میں مختلف ممالک کے مرد و عورتوں کے درمیان جنسی رشتہ قائم ہو جانا غیر ممکن نہیں۔



میاں بیوی اور جنسی زندگی کے مسائل

مرد اور عورت ایک دوسرے کی زندگی کو مل کر مکمل کرتے ہیں۔ مرد کے بغیر عورت کی اور عورت کے بغیر مرد کی زندگی ادھوری ہوتی ہے۔ قدرت نے مرد کو عورت کے لئے اور عورت کو مرد کے لئے بنایا ہے۔ نہ تو اکیلا مرد زندگی کی ان خوشیوں کو حاصل کر سکتا ہے جو قدرت نے بخشی ہیں یا پھر خود انسان نے پیدا کی ہیں۔ اسی طرح عورت بھی زندگی کی ان لذتوں سے آشنا نہیں ہو سکتی۔

انسانی زندگی میں دنیا بھر کی جتنی بھی خوشیاں ہیں ان سب میں سب سے زیادہ پر لطف، بہتر اور عظیم خوشی مرد اور عورت کو اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ ایک دوسرے کے بازوؤں میں قید ہو جاتے ہیں۔ جب ان دونوں کے درمیان کی دوریاں ختم ہو جاتی

ہیں اور جسم ہی نہیں ان کی روحیں بھی مل کر ایک ہو جاتی ہیں۔

جب دو جوان دل ایک دوسرے سے محبت کرنے لگتے ہیں تو ان کے تصور میں محبت کی لذتوں اور مسرتوں سے بھرپور ایک ایسی زندگی کی تصویر نمایاں ہوا کرتی ہے جس میں خوشیوں' بہاروں' امنگوں اور رنگینیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔ وہ ایک دوسرے کو ہمیشہ کے لئے اپنا بنا لینے کے لئے بیقرار ہو اٹھتے ہیں تاکہ ان کے تصور کی تصویر حقیقت میں تبدیل ہو جائے۔ زندگی کی یہ خوشیاں اور مسرتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کی جاگیر بن جائیں اور وہ اسی طرح ہنستے مسکراتے' ایک دوسرے کی محبت کے پرسکون سائے میں زندگی گزار دیں۔ ان کی زندگی میں صرف خوشیاں ہوں۔ مسرتیں ہوں' اجالے ہوں' سنہرے خواب ہوں۔ ہر لڑکا اور لڑکی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی اس طرح کے خواب دیکھنے لگتے ہیں۔ اور جب انہیں کوئی محبت کرنے والا ساتھی مل جاتا ہے تب یہ خواب اور بھی خوبصورت ہو جاتے ہیں۔ اس طرح کے رنگین اور خوبصورت نشیلے خواب دیکھنا گناہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ خواب ہی انسان کو آگے بڑھنے' ترقی کرنے اور زندگی کو زیادہ سے زیادہ خوش حال اور خوش گوار بنانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ لیکن زندگی کے ان پہلوؤں کو بھی نظر انداز نہیں کر دینا چاہیے جن میں تاریکیاں ہیں

ذمہ داریاں ہیں، زندگی کی مشکلیں، ناکامیاں اور مایوسیاں ہیں۔ لیکن وہ زندگی کے ان حقیقی اور تاریک پہلوؤں کو دانستہ طور پر ان دیکھا کر دیتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب ان کی ایک ہو جانے کی خواہش پوری ہو جاتی ہے اور زندگی بھر ساتھ رہنے کی ذمہ داریاں ان کے کندھوں پر آ پڑتی ہیں زندگی کی حقیقتیں جب ان کے سامنے آ کھڑی ہوتی ہیں تو وہ چونک کر اس خواب سے بیدار ہو جاتے ہیں اور یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ زندگی صرف محبت کے پرسکون سائے میں بیٹھ کر اور حقیقت کی طرف سے آنکھ موند لینے سے ہی نہیں گزر سکتی۔ انہیں اس زندگی کو گزارنے کے لئے اور اپنی محبت کو زندہ بنائے رکھنے کے لئے بہت کچھ کرنا پڑے گا۔ محبت کی استواری کے لئے قربانی دینی ہو گی۔ جانفشانی اور محنت کا بار سنبھالنا پڑے گا۔

زندگی محض ایک خوبصورت اور حسین خواب ہی نہیں ہے۔ وہ ایک ایسی تلخ حقیقت ہے جس میں ہر قدم پر زندگی کو داؤ پر لگانا پڑتا ہے۔ بے شمار مشکلات اور پریشانیوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔

اگر لوگوں کی زندگی کی ان تلخیوں اور ٹھوس حقیقتوں کا علم شادی سے پیشتر ہو جائے تو وہ کبھی بھی شادی نہ کریں۔ لیکن قدرت کے نظام کو تبدیل کرنے کی طاقت انسان میں نہیں ہے۔

اس کے جسم میں قدرت نے چند ایسی خوبیاں اور خصوصیات پیدا کر دہی ہیں کہ وہ ان تلخ حقائق کو جاننے کے باوجود شادی کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور جوانی کا آغاز ہوتے ہی شریک حیات کی تلاش میں جت جاتا ہے۔ کیونکہ اسے اپنی تنہا زندگی ان تمام دشواریوں سے کہیں زیادہ دشوار گزار محسوس ہونے لگتی ہے جو شادی کے بعد اس کی زندگی میں آنے والی ہوتی ہیں۔

دراصل ازدواجی زندگی میں دشواریاں تب ہی آتی ہیں جب ہم بغیر سوچے سمجھے' بغیر کسی تیاری اور منصوبہ بندی کے ازدواجی زندگی میں قدم رکھ دیتے ہیں۔ یوں تو ازدواجی زندگی کی ذمہ داریاں انسان کو کبھی کبھی اس قدر پریشان کر دیتی ہیں کہ وہ خود کشی پر آمادہ ہو جاتا ہے لیکن ازدواجی زندگی اس کی زندگی کا ایک ایسا حادثہ ہے جس کا مقابلہ اسے ہر صورت میں کرنا ہی پڑتا ہے۔ وہ جس سماج میں رہتا ہے اس سماج میں عزت سے زندگی گزارنے کے لئے اس کا شادی شدہ ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی وجہ سے اس کی شادی نہیں ہو پاتی تو سماج اس پر انگلی اٹھانے لگتا ہے۔ ہر شخص اس قدر دولت مند نہیں ہوتا کہ وہ گھریلو کاموں کے لئے کسی ملازم کا انتظام کر سکے۔ بیمار ہو جائے تو کسی نرسنگ ہوم میں داخل ہو سکے۔ اس لحاظ سے محض بیوی ہی ایک ایسی ہستی ہے جسے حاصل

کرنے میں تھوڑا بہت خرچ تو ہوتا ہی ہے لیکن زندگی بھر کے لئے ایک ایسی وفادار اور بھروسے کی ملازمہ مل جاتی ہے جس سے سستی ملازمہ مل ہی نہیں سکتی۔

ازدواجی زندگی مسائل اور الجھنوں کا مجموعہ ہے۔ جو لوگ سمجھداری سے کام لیتے ہیں ان کی ازدواجی زندگی دوسروں کے لئے مثال بن جاتی ہے۔ ازدواجی زندگی میں پیش آنے والی معمولی معمولی باتیں، چھوٹے موٹے مسائل اور بے شمار غلطیاں الجھنوں کا سبب بن جاتی ہیں۔ لیکن یہ الجھنیں اس قدر پیچیدہ نہیں ہوتیں کہ سلجھائی نہ جا سکیں۔

ازدواجی الجھنیں

ازدواجی زندگی اس وقت ایک پیچیدہ مسئلہ بن جاتی ہے جب کسی نئے شادی شدہ جوڑے کے سامنے ازدواجی زندگی کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے۔ "بیوی کے ساتھ ہم بستری" --- اور جب وہ اس کو ازدواجی زندگی کا اول اور آخری مقصد سمجھ بیٹھتے ہیں تو ان کے سامنے بے شمار الجھنیں آتی چلی جاتی ہیں۔

یوں تو شادی کا اہم مقصد مباشرت قدرت نے ہی متعین کیا ہے۔ نسل انسانی کے فروغ کے لئے مرد اور عورت کا یہ ملاپ

ضروری ہے۔ لیکن صرف مباشرت ہی ازدواجی زندگی کا واحد مقصد نہیں ہوتا کچھ اور مقاصد بھی ہوتے ہیں جو ازدواجی مسرتوں اور لذتوں کے حصول کے لئے مباشرت سے زیادہ اہم ہوتے ہیں۔

سیکس انسانی زندگی کا ایک ضروری اور قدرتی حصہ ہے۔ ایک قدرتی جذبہ ہے۔ اگر اس جذبہ کی تسکین نہ کی جائے تو انسانی جسم کے نظام میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔ کئی طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایسی عادتیں پڑ جاتی ہیں جو زندگی کو تباہ و برباد کر سکتی ہیں۔ لیکن جس طرح زیادہ کھانا کھانے سے بدہضمی ہو جاتی ہے اور مسلسل ایک لمبی مدت تک زیادہ کھاتے رہنا انسانی زندگی کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے اسی طرح زیادہ مباشرت بھی زندگی کے لئے بے حد نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ صبر و ضبط سے کام لیا جائے اور ہم بستری کے لئے اس طرح پروگرام بنایا جائے کہ گھریلو کاموں میں بھی رکاوٹ نہ پڑے اور ازدواجی زندگی کے فرائض بھی پورے ہوتے رہیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ انسان کو قدرت نے عقل دی ہے، ذہن دیا ہے۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بخشی ہے۔ لیکن مباشرت کے معاملے میں وہ حیوانوں سے بھی گیا گزرا ثابت ہوتا ہے۔ حیوانوں کے پاس ذہن اور شعور نہیں ہوتا۔ سوچنے سمجھنے کی طاقت

نہیں ہوتی۔ اس لئے قدرت نے ان کے مزاج میں ایسی پابندیاں بھر دی ہیں کہ وہ قدرت کے اصولوں کی کبھی بھی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ وہ وقت آنے پر ہی ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں۔ وہ انسان کی طرح نہ تو رات دن مباشرت کے متعلق سوچتے رہتے ہیں اور نہ روزانہ مباشرت میں مشغول ہی ہوتے ہیں اور یہی سب سے بڑی وجہ ہے کہ حیوانوں کی زندگی میں نہ کوئی مسئلہ ہوتا ہے نہ پریشانی اور نہ وہ کبھی جنسی امراض کا شکار ہوتے ہیں اور نہ ان میں ہم جنس پرستی جیسی گندی عادتیں ہی پائی جاتی ہیں۔

لیکن انسان باشعور ہوتے ہوئے بھی اس طرح کی گندی عادتوں' خطرناک بیماریوں اور الجھنوں کو خرید لیتا ہے اور اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل کے لئے یہ دلیل پیش کر دیتا ہے کہ اسے جنسی خواہشات قدرت نے دی ہیں جس طرح دوسری خواہشات کو پورا کرنا ضروری ہے اسی طرح جنسی خواہشات کو پورا کرنا بھی لازمی ہے اور اس دلیل کے ساتھ ہی اس کے صبرو ضبط کا بند ٹوٹ جاتا ہے۔ کبھی کبھی تو وہ اپنی جنسی خواہش کو پورا کرنے کے لئے قانون' سماج اور اخلاق کی تمام پابندیوں کو توڑ پھینکتا ہے اور بڑے سے بڑا جرم کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

ازدواجی زندگی کا ابتدائی دور نہایت خوش رنگ اور ولولہ

انگیز ہوتا ہے۔ اس قدر نشیلا کہ انسان اس کی مدہوشی میں اپنے فرائض، قدرت کا نظام اور دیگر پابندیوں کو ہی نہیں تمام دنیا کو بھول جاتا ہے۔ وہ یہ بھی بھول جاتا ہے کہ اس کی جنسی مسرتوں کا دارومدار بھی اسی پر منحصر ہے۔ اس کے دماغ میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ عورت کو خوش رکھنے کے لئے اسے زیادہ سے زیادہ جنسی لذت اور تسکین پہنچانا ازحد ضروری ہے اور اس کے لئے اسے عورت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مباشرت کرنا چاہیے اور مباشرت کے بعد جو بھی وقت ملے اس میں اسے مباشرت کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ اس خام خیالی کی وجہ سے وہ مباشرت کو طویل تر بنانے کے لئے خارجی امداد حاصل کرنے لگتا ہے۔ ایسی دواؤں کا استعمال کرنے لگتا ہے جو آگے چل کر اس کے لئے بے حد خطرناک ثابت ہوتی ہیں اور اس کی یہ خام خیالی ہی اس کی زندگی میں آئندہ پیش آنے والی الجھنوں کی بنیاد بن جاتی ہے۔

ابتدائی ازدواجی زندگی اور عورت

حقیقت یہ ہے کہ شادی کے بعد عورت اس ابتدائی دور میں مرد کی محبت اور ہمدردی کی خواہاں ہوتی ہے اس کی نظر میں جنسی

لذتوں کی اس قدر اہمیت نہیں ہوتی جس قدر وہ اس نئے گھر میں سبھی لوگوں سے محبت اور عزت حاصل کرنا اہم سمجھتی ہے۔ وہ اپنے شوہر سے ایسی محبت چاہتی ہے جو اسے زندگی بھر حاصل ہوتی رہے جنسی خواہشات کو وہ اس محبت اور اپنے فرائض سے زیادہ اہمیت نہیں دیتی۔ لیکن یہ محبت جنسی لذتوں اور تسکین سے حاصل نہیں ہوتی۔

مرد عورت کی اس خواہش کو نہ تو سمجھ پایا ہے اور نہ عورت کے سمجھانے پر سمجھنے کی کوشش ہی کرتا ہے۔ وہ عورت کو جنسی لذت اور تسکین کا ایک واحد ذریعہ سمجھ لیتا ہے اور اس کی زیادتی سے عورت کو تسکین کی بجائے الجھن اور پھر نفرت کا احساس ہونے لگتا ہے۔ وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ شوہر کو اس سے نہیں بلکہ صرف اس کے جسم سے محبت ہے اور اس کی محبت اور اس کے جذبات کی تسکین کے بجائے صرف اس کے جسم کی تسکین کو ضروری سمجھتا ہے۔ اسے شوہر کی باتوں اور اس کی محبت خود غرضی دکھائی دینے لگتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے دل میں شوہر کے لئے محبت اور عزت کے بجائے نفرت، غم اور غصہ پیدا ہو جاتا ہے اور ازدواجی زندگی کی پریشانیاں یہیں سے شروع ہو جاتی ہیں۔ عورت شوہر کی طرف سے منہ موڑ کر خود کو گھریلو کاموں میں

مصروف رکھنے لگتی ہے اور اس طرح ان رنگین خوابوں کا شیش محل پاش پاش ہو جاتا ہے۔

شادی کے چند دن بعد عورت گھر کی ذمہ داریوں کو سنبھال لیتی ہے اور بڑی لگن، محنت اور جاں فشانی سے گھر کے بزرگوں کی خدمت اور چھوٹوں کے ساتھ پرخلوص برتاؤ کرتی ہے تاکہ اسے شوہر سے جو محبت اور خلوص نہیں مل سکا ہے وہ گھر کے دوسرے لوگوں سے حاصل ہو سکے۔ گھر کے کاموں میں سارے دن مصروف رہنے کی وجہ سے اس کا انگ انگ تھکان سے چور ہو جاتا ہے۔ جب وہ اپنے کمرے میں جاتی ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا شوہر اس سے محبت بھری باتیں کرتے تاکہ وہ اپنی تمام دن کی تھکان اور پریشانیوں کو بھول جائے۔ اس کے دن بھر کے کاموں کے لئے اس کی تعریف کرے تاکہ اس کا حوصلہ بڑھے۔ لیکن شوہر کو ان تمام باتوں سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ وہ سوچتا ہے کہ گھریلو کام کاج کرنا تو اس کی ذمہ داری ہے۔ اگر وہ گھریلو کام کاج کرتی ہے تو اس پر یا گھر والوں پر کوئی احسان نہیں کرتی اور چونکہ عورت شروع سے ہی گھریلو کام کرتی چلی آئی ہے اس لئے اس کے تھکنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اس لئے بیوی کے قریب آتے ہی وہ اسے اپنے بازوؤں میں قید کر لیتا ہے اور بغیر یہ پوچھے کہ اس کی

طبیعت کیسی ہے یا سارا دن اس نے کیا کچھ کیا ہے اس کے تھکان بھرے جسم سے کھیلنا شروع کر دیتا ہے۔ وہ بخوبی جانتا ہے کہ اس کی بیوی دن بھر کس قدر محنت کرتی ہے۔ لیکن اس کا خیال ہوتا ہے کہ صرف مباشرت ہی ایک ایسا واحد ذریعہ ہے جس سے عورت اپنی دن بھر کی تھکان بھول کر مطمئن اور مسرور ہو سکتی ہے۔

شوہر کا یہ رویہ عورت کو بہت ناگوار گزرتا ہے۔ جب وہ اسے خلوص اور ہمدردی کے بجائے اپنی جنسی بھوک مٹانے کا ذریعہ سمجھتا ہے اور اس کی مرضی لے بغیر اس کے ساتھ جماع کرنے لگتا ہے۔ مرد کی آغوش میں آنے کے بعد اور جماع کے دوران عورت کے جسم، دل اور دماغ میں جنسی اشتعال کے بجائے غم، غصہ اور نفرت بیدار ہو اٹھتی ہے اور پھر یہ جذبات اس کے دل اور دماغ میں جم کر بیٹھ جاتے ہیں اور اس قدر گہرے بیٹھ جاتے ہیں کہ پھر انہیں نکال پانا شوہر کے لئے بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

غلط فہمی کا شکار مرد

مرد کا خیال ہے کہ عورت کو جس قدر خوشی مباشرت سے حاصل ہوتی ہے اس قدر اور کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتی لیکن

جب تک عورت مباشرت کے لئے تیار نہ ہو اسے خوشی اور مسرت حاصل ہونے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔ لیکن مرد کے سامنے اس کی خوشی کا سوال ہی نہیں ہوتا اور بے چاری عورت بھی اپنی خوشیوں کا گلا گھونٹ کر مرد کی خوشی کو مقدم سمجھنے لگتی ہے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی مسکراتی ہے۔ اپنے جسم کو سپردگی کے لئے جبراً تیار کرتی ہے اور شوہر کی خوشی اور خواہش کے لئے خود کو ایک بے جان شے کی طرح اس کے سامنے پیش کر دیتی ہے اور اس طرح مرد کو اپنی وحشیانہ حرکتیں اور دوہرانے کا پھر موقعہ مل جاتا ہے۔

عورت کی یہ خاموشی اور سپردگی اس کے اس خیال کو اور بھی پختہ کر دیتی ہے کہ عورت، محض جماع کی بھوکی ہوتی ہے اور دنیا میں محض جماع ہی ایک ایسا واحد ذریعہ ہے جو عورت کی تمام تر پریشانیوں، تکلیفوں اور تھکان کو دور کر سکتا ہے اور پھر یہ روزانہ کا معمول بن جاتا ہے۔ عورت کی دن بھر کی تھکان مٹانے کے لئے اس کی ذہنی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے مرد حضرات اسی نسخے کو آزمانے لگتا ہے۔

عورت کی مرضی اور خوشی سے اس کے ساتھ مباشرت کی جائے تو اس کے دل، دماغ اور جسم پر اس کا قطعی اثر نہیں پڑتا۔ بلکہ وہ اپنے جسم میں ایک نئی تازگی، ایک نیا جوش اور اطمینان

محسوس کرنے لگتی ہے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ اس کی مرضی کے بغیر مباشرت کی جائے تو اس کے دل و دماغ اور جسم پر اس کا بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اس کا جسم جنسی لذت اور تسکین حاصل ہونے پر گداز اور خوبصورت بننے کی بجائے مرجھانے لگتا ہے۔ اس کی خوبصورتی' چمک اور کشش آہستہ آہستہ ختم ہونے لگتی ہے اور پھر اس کے جسم میں بیماریوں پھوٹنے لگتی ہیں۔

عام طور پر لوگوں کا خیال ہے کہ عورت اور مرد کے اعضائے تناسل اپنے فعل کو انجام دینے کے لئے کسی بھی وقت تیار ہو سکتے ہیں۔ اس کے لئے کسی وقت اور اصول کی پابندی ضروری نہیں ہے۔ لیکن یہ خیال قطعی غلط ہے۔ اس دلیل کے ساتھ یہ بھی سوچنا ضروری ہے کہ اگر ایسا کیا گیا تو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ مباشرت کے لئے وقت کا انتخاب نہایت ضروری ہے۔ اس کام کے لئے ایسا وقت منتخب کرنا چاہیے جب ان کے اس کام میں کوئی بھی شے خلل انداز نہ ہو سکے۔

مباشرت کب کی جائے؟

کھانا کھانے کے فوراً" بعد مباشرت کرنے سے پیٹ کی کئی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ سب سے پہلے بد ہضمی کی شکایت پیدا ہوتی

ہے۔ کیونکہ مباشرت کے بعد مرد کے جسم میں اعصابی تھکان پیدا ہو جاتی ہے جو کھانا ہضم کرنے میں رکاوٹ ڈالتی ہے۔ معدہ کمزور ہو جاتا ہے۔ اس لئے مباشرت کے لئے سب سے زیادہ موزوں وقت وہ ہے جب کھانا ہضم ہو چکا ہو اور دوبارہ بھوک محسوس ہونے لگی ہو اس وقت مباشرت سے معدے کے نظام میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہو سکتی۔

اگر مرد اور عورت کے جسم دن بھر کی محنت سے تھکے ہوئے ہوں تب بھی مباشرت کا صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔

ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے مباشرت کے لئے وہی وقت بہتر ہے جب مرد اور عورت ذہنی اور جسمانی طور پر تھکے ہوئے نہ ہوں، کھانا ہضم ہو چکا ہو۔ چاروں طرف خاموشی ہو تنہائی اور کسی طرح کے خلل کا اندیشہ نہ ہو۔ کچھ ماہرین جنسیات کا خیال ہے کہ شام کے بعد کا وقت مباشرت کے لئے مناسب ہوتا ہے کیونکہ دن کی مصروفیات ختم ہو چکی ہوتی ہیں اور رات کے خاموش اور پرسکون لمحات شروع ہو چکے ہوتے ہیں۔ لیکن چند ماہرین کا خیال ہے کہ رات کے تین چار بجے کا وقت سب سے زیادہ موزوں ہوتا ہے۔ لیکن رات کے پچھلے پہر کے اوقات کو مباشرت کے لئے منتخب کرنا مشکل ہے۔ دن بھر جسمانی یا ذہنی محنت کرنے کے بعد

لوگ ان اوقات میں گہری نیند سوئے ہوتے ہیں اس وقت تک نیند پوری نہیں ہو پاتی اور اگر نیند سے بیدار ہونے کے بعد وہ مباشرت میں مصروف ہوں گے تو نہ تو خوبی اور آسانی سے اس فعل کو انجام دے سکیں گے اور نہ حقیقی جنسی لذت اور تسکین ہی محسوس کر پائیں گے۔ تھکن کی وجہ سے ان میں جنسی جذبات بیدار نہیں ہو پائیں گے۔

ان اوقات کی سفارش کرنے والے ماہرین کا خیال ہے کہ شام کے بعد جب عورت گھر کا کام کاج ختم کر کے شوہر کے پاس پہنچتی ہے تو دن بھر کی تکان سے اس میں جنسی خواہش مکمل طور پر پیدا نہیں ہوتی اور تھکان کی وجہ سے وہ شوہر کو مباشرت میں صحیح اور مناسب طریقے سے تعاون نہیں دے پاتی۔ لیکن رات کے آخری اوقات میں اس کی تھکان مٹ چکی ہوتی ہے وہ اپنے جسم اور ذہن میں تازگی اور بیداری محسوس کرنے لگتی ہے۔

جسمانی اختلاط اور فطرت

قدرت نے مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے لئے پیدا کیا ہے۔ ان کے جسمانی اختلاط میں ایک ایسی لذت پیدا کی ہے کہ دونوں کو برسوں تک ساتھ رہنے پر بھی اکتاہٹ محسوس نہیں

ہوتی۔ لیکن اس جسمانی اختلاط میں جنسی لذت کے عنصر میں اس قدر اضافہ ہو گیا ہے کہ جنسی تسکین کو ہی ہم زندگی کا سب سے اہم اصول تسلیم کر بیٹھے ہیں۔ انسان کے اس لامحدود جنسی اشتعال نے سماج میں بے پناہ خرابیاں پیدا کر دی ہیں۔ ہزاروں گناہوں اور جرائم کو جنم دے دیا ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ دنیا میں جتنے بھی جرائم ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ یہ جنسی اشتعال ہی ہے۔ جنسی اشتعال انسان کے ذہن پر ایک ایسا پردہ ڈال دیتا ہے کہ وہ صحیح اور غلط کا فرق بھول جاتا ہے اور دوران اشتعال اسے یہ ہوش ہی نہیں رہتا کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے وہ گناہ اور جرم ہے۔ اس جنسی جنون کو قابو میں کرنے کے لئے مذہبی، اخلاقی اور قانونی پابندیاں عائد کی گئی ہیں لیکن ان تمام پابندیوں کے باوجود اس کی رفتار میں کمی نہیں آئی ہے۔ بلکہ آج کی فلمیں، کتابیں اور آج کا ماحول اس رفتار میں تیزی لاتا چلا جا رہا ہے اور جنسی تسکین حاصل کرنے کے مختلف طریقے ایجاد ہوتے چلے جا رہے ہیں جو سراسر غیر قدرتی ہیں۔

عام طور پر مرد اور عورت کو جنسی تسکین حاصل کرنے کے تین طریقے ہیں۔

ا۔ اپنی ہی ذات سے جنسی تسکین حاصل کرنا۔ اس طریقے کو مشت زنی اور انگشت زنی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جب مرد یا

عورت کے پاس جنسی تسکین حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا تو وہ مشت زنی اور انگشت زنی کا سہارا لیتے ہیں۔ دوسرے فریق کی غیر موجودگی میں مشت زنی یا جلق غیر فطری طریقوں سے اعضائے تناسل کی مالش کر کے انتشار اور انزال پیدا کرتا ہے اور تسکین حاصل کرتا ہے۔ چونکہ اس عمل میں مرد اپنے ہی ہاتھ سے کام لیتا ہے اس لئے اسے مشت زنی کہتے ہیں۔

کبھی کبھی ان پڑھ مائیں یا دوسری عورتیں پیار سے یا کھیل کھیل میں بچہ کے پوشیدہ اعضاء کو ملتی یا کھجاتی ہیں اور اس طرح اس معصوم بچے کو وقت سے پہلے ہی جنسی لذت کا احساس کرا دیتی ہیں۔ بچپن کی یہ غلطی آگے چل کر عادت بن جاتی ہے۔ عام طور پر غلط پرورش مشت زنی کی عادت ڈال دیتی ہے۔ کپڑوں یا کسی دوسری چیز کی رگڑ لگنے پر لڑکوں میں جنسی اشتعال پیدا ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس لذت کو حاصل کرنے کے لئے مشت زنی کے عادی ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح لڑکیوں کو بھی جب کسی چیز کی رگڑ لگتی ہے تو انہیں بھی جنسی لذت کا احساس ہونے لگتا ہے۔ وہ اپنے ہاتھ سے اندام نہانی کو سہلانا یا کھجانا شروع کرتی ہیں اور پھر جنسی لذت حاصل کرنے لگتی ہیں۔

جنسی اشتعال کو ابھارنے والی کتابوں، تصویروں اور فلموں وغیرہ کو دیکھنے سے بھی یہ بری عادت پڑ جاتی ہے۔

۲۔ اپنی ہی جنس سے جنسی لذت حاصل کرنا۔ جب مرد یا عورت کو جنس مخالف سے جنسی تسکین حاصل کرنا ناممکن ہوتا ہے تب وہ جنس مخالف کی غیر موجودگی میں ہم جنس کے ذریعے جنسی تسکین حاصل کرنے لگتے ہیں۔

مرد کسی خوبصورت اور کم عمر لڑکے سے جنسی لذت حاصل کرتا ہے۔ یہ ایک بہت ہی سنگین اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔ لیکن جب کسی مرد کو اس طرح جنسی لذت حاصل کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے تو اسے عورت کے ساتھ مباشرت کرنے پر بھی جنسی تسکین حاصل نہیں ہوتی۔ یہ ایک غیر فطری طریقہ ہے جن لڑکوں کو یہ عادت پڑ جاتی ہے ان میں زنانہ پن آ جاتا ہے۔

مردوں کی طرح عورتوں میں بھی ہم جنس کے ساتھ جنسی لذت حاصل کرنے کی عادت پائی جاتی ہے۔ لیکن ان کی اس بری عادت کے بارے میں کسی کو پتہ نہیں چلنے پاتا۔ کسی مرد کے ساتھ کسی لڑکے کو دیکھ کر لوگ شک کر سکتے ہیں۔ لیکن کسی عورت کے ساتھ کسی لڑکی کو دیکھ کر کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ یہ عورت اس لڑکی کے ذریعہ جنسی لذت حاصل کرتی ہے۔ یورپ اور امریکہ

میں یہ عادت زیادہ پائی جاتی ہے ماہرین کا خیال ہے کہ امریکہ میں
دس فیصدی عورتیں اس گندی عادت کا شکار ہیں۔

عام طور پر ہم جنسی تعلقات غیر معمولی حالات میں پیدا ہوتے
ہیں۔ پھر بھی کئی وجوہات ہیں جن سے یہ عادت پیدا ہوتی ہے۔
زیادہ عرصہ تک شادی نہ ہونا' شادی کا خوف' یا کوئی جنسی تلخ
تجربہ یا حادثہ' احساس کمزوری یا کسی بڑی عمر کی عورت کے جال میں
پھنس جانے پر لڑکیوں میں یہ عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر کسی لڑکی
کے ماں باپ کے تعلقات اچھے نہ ہوں تو لڑکی کے دل میں مرد کے
لئے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اس برائی کا شکار بن جاتی ہے۔

جب کسی لڑکی کو قدرتی اور فطری ذریعے سے جنسی تسکین
حاصل نہیں ہو پاتی تو وہ خود بخود غیر قدرتی یا غیر فطری طریقے سے
جنسی تسکین حاصل کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ کچھ عورتیں محض
تجسس اور ایک نئے تجربے کے لئے اس راستے پر چل پڑتی ہیں۔
چند ایسی عورتیں بھی اس راستے کو اپنانے پر مجبور ہو جاتی ہیں جن
کو اپنے شوہر سے جنسی تسکین حاصل نہیں ہوتی۔ اس طرح کی
عورتیں وہ ہوتی ہیں جو خود کو مرد سے بہتر خیال کرتی ہیں۔

جب کسی عورت میں ہم جنسی ملاپ کا جذبہ اپنی آخری حد
تک پہنچ جاتا ہے تو اس کی ذہنیت مجرمانہ بن جاتی ہے۔ اور پھر

انہیں دوسروں کو جسمانی تکلیف پہنچا کر ہی جنسی لذت محسوس ہو پاتی ہے۔ حسد اور رشک کے جوش میں ایسی عورتیں قتل تک کر ڈالتی ہیں۔

جن عورتوں کا قد اور جسم مردوں کی طرح لمبا چوڑا اور طاقتور ہوتا ہے ان میں یہ عادت اکثر پائی جاتی ہے۔ وہ ایسی لڑکیوں یا عورتوں کی تلاش میں رہتی ہیں جو نہایت خوبصورت' نرم اور نازک ہوں۔ وہ ایسی لڑکیوں یا عورتوں کی مجبوری کا پتہ لگا کر اور اس کی ہر طرح مدد کر کے ان کو اپنی "بیوی" بنا لیتی ہیں اور خود شوہر کا کردار ادا کرتی ہیں۔

ہوموسیکشوئیلٹی اور دیگر غیر فطری طریقے

جو عورتیں ہم جنس پرستی کی عادی ہو جاتی ہیں انہیں ہر وقت یہ خیال بنا رہتا ہے کہ ہم جنسی تعلقات سماج' اخلاق اور قانون کی نظر میں جرم کے علاوہ اور کچھ نہیں ہیں۔ اس خیال سے ان کے ذہن میں احساس جرم پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ہر وقت خود کو تنہا محسوس کرنے لگتی ہیں۔ جس کی وجہ سے ان پر ہر وقت افسردگی چھائی رہتی ہے۔ عورتوں کے ہم جنسی تعلقات میں استقلال نہیں ہوتا۔ ان کے درمیان رشک اور حسد ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے

تعلقات پختہ نہیں ہوتے اور جب دونوں میں سے کسی ایک کی شادی ہو جاتی ہے تو یہ رشتہ بالکل ختم ہو جاتا ہے۔

ہم جنسی تعلقات رکھنے والی عورتوں میں شادی شدہ اور بال بچہ دار عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ شادی ان کے ان تعلقات کے لئے پردہ کا کام کرتی ہے۔ اکثر اس طرح کی عورتیں اعصابی شکایتوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ان کے رویہ میں فرق آ جاتا ہے بدن کا درد' سردرد' تھکان' بے خوابی اور بے چینی ہر وقت محسوس ہوتی رہتی ہے۔

یورپ اور دیگر ممالک میں اس کا کثرت سے رواج ہے۔ اس میں مرد اور عورت ایک دوسرے کے اعضائے تناسل کو چومتے چاٹتے ہیں۔ یہ کیفیت عام طور پر دو صورتوں میں پیدا ہوتی ہے۔ پہلی صورت میں تو اس وقت جس وقت لڑکے لڑکی غیر شادی شدہ ہوتے ہیں اور خوف کی وجہ سے مباشرت نہیں کر پاتے۔ وہ ایک دوسرے کے اعضائے تناسل کو چوم کر جنسی تسکین حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ صورت اسی وقت پیدا ہوتی ہے. جب وہ ایک دوسرے کو بے انتہا محبت کرتے ہوں۔ دوسری صورت میں جب عمر کی زیادتی یا جسمانی کمزوری کی وجہ سے مرد اور عورت میں جنسی اشتعال کم ہو جاتا ہے اس وقت وہ اس ذریعے سے ایک

دوسرے میں جنسی اشتعال پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اس فعل میں ایک بہت بڑا خطرہ رہتا ہے۔ اگر مرد یا عورت کو کوئی جنسی بیماری ہوتی ہے تو وہ منہ کے ذریعے جسم میں پہنچ جاتا ہے۔

اس طرح کے تمام غیر قدرتی طریقوں کا انسان کے دل، دماغ اور صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ جنسی بیماریاں اور خاص طور پر سرعت انزال اور نامردی ان غیر قدرتی طریقوں ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ ان عادتوں کا سیدھا تعلق انسان کے ذہن سے ہوتا ہے اگر اس طرح کی عادتوں کے شکار لوگوں کو صحیح طریقہ سے سمجھایا جائے تو وہ ان گندی عادتوں کو چھوڑ سکتے ہیں۔ ان عادتوں کی دوسری وجہ جنس مخالف کی غیر موجودگی ہے۔ اگر ان لوگوں کی شادی کر دی جائے تو وہ غیر قدرتی طریقوں کو اپنانا چھوڑ سکتے ہیں۔ لیکن جو لوگ شادی شدہ ہونے کے باوجود ان عادتوں کے شکار ہیں ان کے ساتھ کوئی نہ کوئی مجبوری ضرور ہوتی ہے اور ان میں سب سے بڑی مجبوری ہوتی ہے بیوی یا خاوند کو ایک دوسرے سے مکمل جنسی تسکین نہ مل پانا۔ مرد اور عورت کو ایک دوسرے سے جنسی تسکین اسی صورت میں حاصل نہیں ہو پاتی جب ان کے درمیان محبت نہ ہو۔ چاہت نہ ہو۔ اور ایک دوسرے کو دوران مباشرت تعاون نہ دیتے ہوں۔

بھرپور جوانی میں کنوارہ رہنا یا زندگی بھر شادی نہ کرنا، بری صحبت، بیوی یا شوہر کی موت، وغیرہ ایسی وجوہات ہیں جو ان عادتوں کو پیدا کرتی ہے اگر ان وجوہات کو ختم کر دیا جائے تو یہ عادتیں خود بخود ختم ہو جاتی ہیں۔

ماہرین جنسیات کا خیال ہے کہ ان عادتوں سے عضو مخصوص کے رگ و پٹھوں میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ عام طور پر جو لوگ مشت زنی کے شکار ہوتے ہیں ان کے اعضائے تناسل کی رگیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ اس سے ان میں سرعت انزال اور نامردی کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ مشت زنی کے شکار لوگوں کے دماغ میں وہم بیٹھ جاتا ہے کہ ان میں سرعت انزال اور نامردی جیسی علامتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ دراصل ان کے دل اور دماغ مشت زنی کی عادت سے اس قدر کمزور ہو جاتے ہیں کہ وہ گہرائی سے کسی بات پر غور نہیں کر پاتے۔ اس لئے اس طرح کی بیماریوں کا علاج دوائیاں نہیں بلکہ نفسیاتی زیادہ اثر دار ثابت ہوتا ہے۔ جو لوگ مشت زنی کے شکار ہوں ان کے دماغ سے سب سے پہلے یہ بات نکال دینی ضروری ہے کہ مشت زنی نے انہیں نامرد بنا دیا ہے۔ وہ عورت کے ساتھ آسانی سے اور پورے جوش و خروش کے ساتھ مباشرت کر سکتے ہیں۔ انہیں جوانی کی حفاظت کے قاعدے بتائے جائیں اور

انہیں ایسے کاموں میں لگا دیا جائے کہ وہ چوبیس گھنٹے انہیں میں مصروف رہیں۔ ان کو قطعی اکیلا نہ چھوڑا جائے۔ رات کو سوتے وقت بھی ان کے کمرے میں کوئی ایسا شخص موجود ہونا چاہیے جو انہیں اچھی اچھی باتیں سناتا رہے۔ سستی قسم کی کتابوں اور گھٹیا فلموں سے انہیں دور رکھا جائے۔

جس طرح جنسی تسکین حاصل کرنے کے غیر قدرتی طریقے انسان کی صحت پر برا اثر ڈالتے ہیں اسی طرح مباشرت کی زیادتی بھی صحت پر برا اثر ڈالتی ہے۔ مرد کے لئے عورت کے ساتھ مباشرت ضروری' درست اور قدرتی فعل ہے۔ لیکن جب یہ قدرتی اور ضروری فعل طبی اصولوں کی حدوں کو پار کر کے زیادتی کی منزل تک پہنچ جاتا ہے تو یہ عارضہ ایک مرض بن جاتا ہے۔

مباشرت کی زیادتی عام طور پر شادی کے بعد شروع ہوتی ہے۔ تقریباً" چار پانچ سال تک یا اس وقت تک جب تک کوئی بچہ پیدا نہیں ہو جاتا۔ شوہر اور بیوی مباشرت کو روزمرہ کی خوراک بنا لیتے ہیں۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ شادی کے بعد مرد اور عورت پر ایک عجیب سا نشہ طاری ہو جاتا ہے اور اس نشے میں وہ ساری رات اور دن میں بھی جب بھی موقعہ ملتا ہے مباشرت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہ سب وہ خوشگوار ازدواجی زندگی کے لالچ میں

کرتے ہیں۔ کبھی کبھی تو مباشرت کی تعداد اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ ان کے اعضائے تناسل میں درد پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر بھی وہ مباشرت سے پرہیز نہیں کرتے اور جب ان کی آنکھیں کھلتی ہیں تو دیر ہو چکی ہوتی ہے۔

مباشرت کا بھوت

طبی نقطہ نظر سے مرد اور عورت میں جنسی خواہشات میں کافی فرق ہے۔ ایک مہینے میں تقریباً پانچ دن تک عورت کو حیض جاری رہتا ہے۔ باقی دنوں میں عورت میں جنسی خواہش کا وقت صرف ایک بار ہی آتا ہے۔ جبکہ مردوں میں حیاتی کیڑے ہر چوتھے دن تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ کیڑے عورت کے مقابلے میں سات گنا زیادہ تعداد میں پیدا ہوتے ہیں۔ عورت اور مرد کی جنسی زندگی میں یہ فرق بے حد نمایاں فرق ہے۔ اور اسی لئے مرد میں جنسی اشتعال عورت کی بہ نسبت زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ ہفتہ میں پانچ یا چھ بار عورت کو جنسی تسکین کے لئے استعمال کرنا اس کے لئے معمولی بات ہو جاتی ہے۔ لیکن کچھ لوگ جنسی جذبہ کو غلط استعمال کر کے محض عیاشی اور حیوانیت کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں۔

عورت کی مجبوری ہے کہ وہ مرد کے سامنے ہتھیار ڈال دیتی

ہے چونکہ شادی کے بعد شوہر ہی اس کے لئے سب کچھ بن کر رہ جاتا ہے۔ اس کی زندگی شوہر تک محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ وہ اپنی ازدواجی زندگی کو خوشحال اور خوش گوار بنانا چاہتی ہے اسی لئے شوہر کو روک نہیں پاتی۔ اس کے علاوہ عورتوں میں جنسی تعلیم کی کمی بھی مرد کو مباشرت کی زیادتی پر آمادہ کر دیتی ہے۔ عورت کے آسانی سے ہتھیار ڈال دینے پر مرد کو خوشی نہیں ہوتی۔ وہ چاہتا ہے کہ عورت مباشرت میں اس کی شریک بنے۔ اسے بھرپور تعاون دے۔ اپنی خوشی سے اس کام میں حصہ لے۔ لیکن عورت کو اس بات کا خیال ہی نہیں ہوتا۔ جس طرح وہ پلیٹ میں کھانا لگا کر مرد کے سامنے میز پر رکھ دیتی ہے اسی طرح بستر پر لیٹ کر خود کو پیش کر دیتی ہے۔ گویا کہہ رہی ہو کہ میری حیثیت ایک بے جان شے سے زیادہ نہیں ہے۔ تم اسے اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر سکتے ہو۔ مرد عورت کی جبری رضامندی نہیں چاہتا۔ وہ عورت کی دلی خواہش اور آرزو کو بھی ہم آہنگ کرنے کا خواہش مند ہوتا ہے۔ لیکن جب عورت کی سردمہری کو دیکھتا ہے تو اس کی خواہش ادھوری رہ جاتی ہے۔ اسے وہ لذت اور تسکین حاصل نہیں ہو پاتی جو ہونی چاہیے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرد کے دل میں عورت کے لئے جو محبت ہوتی ہے نفرت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ وہ عورت

سے آہستہ آہستہ علیحدگی اختیار کرنے لگتا ہے اور ایک دن ایسا بھی آجاتا ہے جب ان کا رشتہ ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اس طرح ایک معمولی سی بات ان کی ازدواجی زندگی میں زہر گھول دیتی ہے۔

شادی کے بعد ایک ایک رات میں تین چار بار مباشرت کرنا تو عام بات ہے لیکن مباشرت کی یہ زیادتی نئے شادی شدہ جوڑے پر بہت برا اثر ڈالتی ہے۔ مباشرت کتنے دنوں کے بعد کرنی چاہیے اس کے لئے معیاد مقرر کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ مباشرت کا سیدھا تعلق مرد عورت کی صحت' طاقت اور خواہشات پر منحصر ہے۔ کئی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو شادی کے بعد کئی سال تک روزانہ مباشرت کرتے رہتے ہیں لیکن ان کی صحت پر اس کا کوئی برا اثر نہیں پڑتا۔ اور نہ ان کی جسمانی طاقت میں ہی کوئی کمی آتی ہے۔

ماہرین کی رائے ہے کہ اگر مباشرت زیادہ دنوں کے بعد کی جائے تو صحت' کے لئے اچھا رہے گا۔ دراصل مباشرت کے متعلق حد اور معیاد' مرد اور عورت ہی مقرر کر سکتے ہیں۔ جب مباشرت کے بعد انہیں کمزوری محسوس ہونے لگتی ہے۔ جنسی لذت حاصل ہونے کی بجائے پریشانی اور گھبراہٹ ہونے لگتی ہے تو وہ خود ہی مجبور ہو کر کئی کئی دنوں کے بعد مباشرت کرنے لگتے ہیں۔

اگر کسی مرد کو مباشرت کے بعد تھکان اور کمزوری محسوس ہو اور اگلے دن صبح سو کر اٹھنے کے بعد جسم ہلکا پھلکا نہ ہو اور تھکان کی وجہ سے کام کرنے کی ہمت نہ رہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ مباشرت کی زیادتی کا شکار ہو چکا ہے۔ عام طور پر ایسی صورت میں لوگ خیال نہیں کرتے اور لاپرواہی برتنے لگتے ہیں۔ لیکن یہ لاپرواہی آگے چل کر بے حد نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ ضروری ہے کہ جیسے ہی مرد کو مباشرت کے بعد کسی قسم کی کمزوری محسوس ہو علاج کرانا چاہیے۔

مباشرت میں مرد کے جسم سے کافی تعداد میں مادہ نکل جاتا ہے اور جب وہ زیادتی پر اتر آتا ہے تو مادہ بنانے والے خصیے کمزور پڑ جاتے ہیں اور وہ اس قدر مادہ نہیں بنا پاتے جتنا کئی کئی مرتبہ مباشرت کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ جسم میں اس کی کمی اور مباشرت کی زیادتی کا اثر مرد کے دل، دماغ، جگر وغیرہ پر پڑتا ہے اور وہ بھی کمزور ہو جاتے ہیں۔ چہرے کی چمک اور رونق ختم ہو جاتی ہے اور چہرہ ہی نہیں سارا جسم مرجھا جاتا ہے۔ جماع کی زیادتی کے شکار مریض کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ وہ اپنے متعلق سب کچھ جاننے کے بعد بھی مباشرت سے پرہیز نہیں کرتا۔ اس پر مباشرت کا بھوت ہر وقت سوار رہنے لگتا ہے۔ جب کہ اسے

مباشرت میں تھکان' ناکامیابی اور عورت کی جھڑکیوں کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس طرح جماع کی زیادتی پاگل پن کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ اس مرض کا مریض کسی کی ہدایت پر غور کرنے کے لئے یا اسے سننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں مریض کا اپنا مضبوط ارادہ ہی اسے اس مرض سے نجات دلا سکتا ہے۔



حجلہ عروسی

دلہا دلہن کے شب عروسی کے کمرے اور اس کے فرنیچر کے انتخاب پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ یہ ایک ایسا کمرہ ہونا چاہیے جہاں سے آواز دوسرے کمروں تک نہ پہنچ پائے۔ یہ بات سب پر عیاں ہے کہ مباشرت کے دوران آوازیں جذبات میں ہیجان پیدا کرتی ہیں۔ ایک نئے شادی شدہ جوڑے پر اس خوف کا بہت ہی برا اثر پڑتا ہے کہ ان کی آوازیں اور لوگ بھی سن لیں گے۔ یہ خوف ان کے جذبات کو سرد کر دیتا ہے۔ بعض اوقات آوازوں پر اختیار نہیں رہتا۔ ایسی صورت میں موسیقی سے استفادہ کیا جا سکتا ہے تاکہ ہر قسم کی آوازیں موسیقی کی آواز میں دب جائیں۔ جب ایک جوڑے کو مناسب کمرہ میسر آجائے تو میاں بیوی کو اس میں مناسب فرنیچر ترتیب دینا چاہیے۔ سب سے پہلے انہیں بستر کے

بارے میں سوچنا چاہیے۔ یہ بستر کشادہ ہونا چاہیے تاکہ حرکت میں آسانی رہے۔ بستر پر بہت زیادہ نرم گدے بھی نہیں ہونے چاہئیں۔ زیادہ نرم گدوں کے اندر جسم دھنس جاتا ہے اور حرکت میں دشواری پیش آتی ہے۔ بستر میں چرچراہٹ وغیرہ نہیں ہونی چاہیے۔

خواب گاہ میں دری یا قالین ضرور ہونا چاہیے تاکہ بوقت ضرورت اسے بھی استعمال کیا جا سکے۔ خواب گاہ میں قابل توجہ چیز درجہ حرارت بھی ہے۔ اگر کمرے میں سردی ہو گی تو جذبات بھی سرد پڑ جائیں گے۔ بعض اوقات تو ممکن ہے کہ ملاپ کا آغاز ہی نہ ہو سکے۔ لہٰذا خواب گاہ میں ہیٹر وغیرہ کا انتظام ہونا چاہیے۔

خواب گاہ میں ایک عدد آئینہ بھی ہو تو بہتر رہے گا۔ اس سے بناؤ سنگھار میں آسانی رہتی ہے۔ کمرے میں مدہم روشنی کا بھی انتظام ہونا چاہیے۔ وقتاً" فوقتاً" روشنی کا رنگ تبدیل کرنے سے کمرے کے ماحول میں حیرت انگیز تبدیلی پیدا کی جا سکتی ہے۔

سہاگ رات اور ایک رہنما اصول

ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ جسم کے تمام اعضاء دماغ کے ماتحت ہیں اور اسی کے احکام کے تحت حرکت کرتے ہیں۔ کسی کام

کو کرنے کی تحریک سب سے پہلے دماغ میں پیدا ہوتی ہے۔ پھر یہی تحریک جسم میں عمل کو جنم دیتی ہے۔ دماغ کن چیزوں سے متاثر ہوتا ہے؟ اور خصوصاً" اس میں جنسی تحریک کب پیدا ہوتی ہے جس کے زیر اثر جسم کے مختلف اعضاء مخصوص انداز میں حرکت کرتے ہیں اور اپنا کام سرانجام دیتے ہیں؟ اس ضمن میں یہاں صرف ان عوامل اور تحریکات کا ذکر کیا جائے گا جن کا تعلق جنس سے ہے کیونکہ یہی ہماری گفتگو کا موضوع ہے۔

عورت کی جنسی کشش مرد میں جنسی تحریک پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے۔ مرد جب عورت کی طرف دیکھتا ہے تو اس کے نازو انداز چہرے کے تاثرات یا اس کی مخصوص حرکات و سکنات اس کے جذبات میں ہیجان پیدا کر دیتی ہیں۔ کبھی اس کی آواز یا خوشبو اور کبھی بولتے یا بات کرنے کا انداز مرد کے جذبات کو تحریک دیتا ہے۔ اسی طرح عورت مرد کی مردانہ خصوصیات میں دلچسپی رکھتی ہے۔ جن میں مرد کی جسمانی طاقت، مردانہ وجاہت یا اس کی تمام عادات اور برتاؤ شامل ہیں۔

عورت کو دیکھنے سے مرد کے اندر جو جذبات اور احساسات جاگتے ہیں وہ اس کو اس بات پر ابھارتے ہیں کہ دیکھنے کی حد سے بڑھ کر جسمانی رابطہ قائم کرے۔ اس اسٹیج پر شوہر کے لئے راہنما

اصول یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کے حساس اعضا کا مساس کرے اور اس طرح اسے مباشرت کے لئے تیار کرے۔

سہاگ رات اور ملاپ کے اصول

مباشرت اس وقت کرنی چاہیے جب کھانا ہضم ہو چکا ہو۔ پیٹ بالکل خالی بھی نہیں ہونا چاہیے۔ اس سے مباشرت کے بعد جسم میں کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ غذا سے معدہ پر ہونے کی صورت میں پیٹ کی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ پیشاب وغیرہ کی حاجت ہو تو اس سے فارغ ہو لینا چاہیے۔ بیماری کی حالت میں مباشرت کرنا بیماری میں اور اضافہ کرتا ہے۔ اس سے دیگر بیماریوں اور کمزوری کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اسی طرح خوف اور پریشانی کی حالت میں مباشرت نامردی کو جنم دیتی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ خوف بجائے خود عضو میں مکمل انتشار پیدا نہیں ہونے دیتا اور طبیعت مباشرت کی طرف رجوع نہیں کرتی۔ مباشرت مکمل آزادی اور بے فکری کے ماحول میں کرنی چاہیے اور جب تک مباشرت کی حقیقی خواہش نہ ہو اور مکمل انتشار اور سختی نہ ہو مباشرت سے گریز کرنا چاہیے۔

نشہ کی حالت میں مباشرت کرنے سے جسم میں بہت زیادہ

قوت اور حرارت خارج ہوتی ہے جس سے بعد میں بہت زیادہ کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ جوڑوں کی بیماریوں کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ سخت گرمی اور سخت سردی میں بھی مباشرت سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ دونوں حالتوں میں انسان کسی نہ کسی عارضے میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ جس کمرے میں مباشرت کی جائے اس کا درجہ حرارت خوشگوار ہونا چاہیے۔ سردیوں میں کمرے کو گرم رکھنے اور گرمیوں میں ٹھنڈا رکھنے کا انتظام ہونا چاہیے۔ سخت سردی اور تھکاوٹ کے بعد مباشرت کرنے سے کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے مباشرت سے گریز کرنا چاہیے۔ حیض اور نفاس کے دنوں میں عورت سے مباشرت نہیں کرنی چاہیے۔ اسی طرح فاحشہ عورت سے بھی مباشرت نہیں کرنی چاہیے۔ دونوں صورتوں میں مرد کو انفیکشن ہو سکتا ہے۔ شوہر کو چاہیے کہ وہ بیوی کو مباشرت کے لئے پہلے سے بتا دے اور اگر عورت اس مقصد کے لئے واضح الفاظ پسند نہ کرتی ہو تو اشارے کنائے میں اپنی خواہش کا اظہار کر دے۔ اس طرح بیوی اپنے آپ کو ذہنی طور پر ملاپ کے لئے تیار کر لیتی ہے جس سے شوہر اور بیوی دونوں کو حقیقی لطف ملتا ہے۔ جب عورت مباشرت کی طرف مائل نہ ہو تو ایسی صورت میں حقیقی سرور حاصل نہیں ہوتا بلکہ طبیعت مکدر ہوتی ہے۔ مکمل انتشار بھی

نہیں ہوتا اور دوسری طرف عورت کے جنسی اعضا میں رطوبت نہ ہونے کی وجہ سے بھی دشواری پیش آتی ہے۔ جس دن مباشرت کرنے کا خیال ہو اس دن مرد کو چاہیے کہ وہ طاقتور غذائیں گوشت' انڈہ' دودھ وغیرہ استعمال کرے۔ اس دن غسل کر کے خوشبو استعمال کرے۔ شام کو پیٹ بھر کر کھانا نہ کھائے اور کھانے کے تقریباً" تین گھنٹے بعد مباشرت کرے۔

ملاپ کا وقفہ

اکثر لوگ یہ جاننے کے خواہش مند ہوتے ہیں کہ ایک جنسی ملاپ کے بعد دوسرے جنسی ملاپ میں کتنا وقفہ ہونا چاہیے۔ جنسی ملاپ میں وقفے کے لئے کوئی باقاعدہ اصول مقرر نہیں۔ اس کا انحصار ہر شخص کی اپنی صحت اور خواہش پر ہے۔ اگر مباشرت کے بعد تھکن محسوس ہو تو جنسی ملاپ نسبتاً" لمبے وقفے کے بعد کرنا چاہیے۔ جنسی ملاپ کے بعد فرحت اور سکون محسوس ہو تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ جنسی ملاپ میں زیادتی نہیں ہو رہی۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ میاں بیوی میں سے کسی ایک کو زیادہ خواہش ہوتی ہے اور دوسرے کو کم۔ ایسا بھی ممکن ہے کہ کوئی عورت ہفتے میں صرف ایک مرتبہ ہی جنسی ملاپ سے مطمئن رہے۔ مگر کوئی عورت

ایسی بھی ہو سکتی ہے جس کے لئے ہفتے میں ایک بار جنسی ملاپ ناکافی ہو اور وہ زیادہ مرتبہ ملاپ کی خواہشمند ہو۔ یہی حال مرد کا بھی ہو سکتا ہے۔

تھکن اور مباشرت

جنسی ملاپ اسی صورت میں پر لطف ہو سکتا ہے جب فریقین تھکن کا شکار نہ ہوں۔ انہیں مکمل آرام کرنے کے بعد ہشاش بشاش ہونا چاہیے۔ سونے یا آرام کرتے وقت تکیہ زیادہ اونچا نہیں ہونا چاہیے۔ اس سے چہرہ جھک جاتا ہے اور سانس لینے کا عمل متاثر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ پٹھوں کو مساوی آرام کا موقع نہیں ملتا اور سونے کے باوجود مکمل تازگی حاصل نہیں ہوتی۔

آرام کے لئے ایک کشادہ ہوادار اور آرام دہ کمرہ ہونا چاہیے جس میں سونے کے لئے موسم کے لحاظ سے آرام دہ بستر موجود ہو۔ آرام کی غرض سے بستر پر چت لیٹ جائیں۔ ذہن سے تمام پریشان کرنے والے خیالات نکال دیں اور ذہن میں پر لطف اور خوشگوار خیالات کو آنے دیں۔ کوئی ایسا واقعہ ذہن میں لائیں جو آپ کو پسند ہو۔ اب پہلے پیٹ کے پٹھوں کو اوپر کی جانب اکڑائیں جیسے آپ انہیں ایک جگہ پر اکٹھا کر رہے ہوں۔ اس کے بعد پیٹ

کے پٹھوں کو آہستہ آہستہ ڈھیلا چھوڑ دیں۔ یہی عمل اپنے سر، گردن اور بازوؤں کے پٹھوں کے ساتھ دہرائیں۔ کچھ روز تک اسی تربیت کے ساتھ یہ مشق کرنے سے آپ اس میں مہارت حاصل کرلیں گے۔ اگر آپ نے یہ مشق جاری رکھی تو کچھ عرصے کے بعد آپ محسوس کریں گے کہ آپ کو جلد نیند آ جاتی ہے جو پرسکون ہوتی ہے اور جاگنے پر آپ خود کو تازہ دم محسوس کرتے ہیں۔

کھانا کھانے کے فوراً بعد بستر پر سونے کے لئے لیٹ جانا صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔ نیند کی حالت میں معدے کو غذا ہضم کرنے کے عمل سے فارغ ہونا چاہیے۔ نیند کی حالت میں معدے کی کارکردگی کم ہو جاتی ہے۔ معدہ بھی آرام کرتا ہے۔ اور نظام ہضم کے لئے پیٹ کے اعضا سے ضروری رطوبتوں کا اخراج کم ہو جاتا ہے۔ اگر نیند کی حالت میں معدہ خوراک سے بھرا ہوا ہو گا تو خوراک ہضم کرنے کے لئے معدے کو مجبوراً کام جاری رکھنا پڑے گا جو صحت کے لئے نقصان کا باعث ہو سکتا ہے۔ سونے سے قبل نیم گرم پانی سے غسل کرنا مفید رہتا ہے۔ اس سے گہری نیند سونے میں مدد ملتی ہے۔

جسم کو صحیح زاویے کے مطابق رکھنا صحت کے لئے مفید ہے۔

صحیح زاویے کے مطابق جسم کا توازن برقرار نہ رکھنے سے جسم کے بعض پٹھوں پر غیر ضروری بوجھ پڑتا ہے۔ اگر جسم کا توازن درست ہو گا تو اس سے جسم کا بوجھ برابر تقسیم ہو گا اور بعض اعضا پر غیر ضروری بوجھ نہیں پڑے گا اور نتیجے کے طور پر تھکن لاحق نہیں ہو گی۔ چنانچہ کھڑے، چلتے یا بیٹھے ہوئے اپنے جسم کو سیدھا رکھنا چاہیے۔

سہاگ رات اور ناخوشگواریاں

جن مردوں میں مردانہ طاقت کی کمی پائی جاتی ہے ان کے پاس بھلے ہی بے پناہ دولت ہو۔ عیش و آرام کے بے شمار ذریعے ہوں ان کی ازدواجی زندگی خوش گوار نہیں ہو سکتی جب تک کہ ان میں مردانہ طاقت نہ ہو۔ اکثر شادی سے پہلے مرد اپنی غلط کاریوں کی وجہ سے مردانہ طاقت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ شادی سے پیشتر مشت زنی، اغلام، ہم جنسی ملاپ، غیر قدرتی طریقوں سے جنسی لذت حاصل کرنے کی کوششیں مرد کی مردانہ طاقت کی دشمن بن جاتی ہیں اور جب شادی کے بعد سہاگ رات کو وہ کمرہ خاص میں قدم رکھتا ہے تو اس کے دل میں بیوی سے پہلی ملاقات کے لئے وہ خوشی اور جوش نہیں ہوتا۔ مشت زنی اور اغلام یا ہم جنسی ملاپ کی

عادتیں بڑی آسانی سے چھوٹ جاتی ہیں۔ بشرطیکہ ان عادتوں کے شکار نوجوانوں کو طریقے سے سمجھایا جائے اور یہ پتہ چلے کہ وہ غلط راستوں پر چل پڑے ہیں۔ ان کی شادی کر دی جائے۔ جنسی تسکین حاصل کرنے کے ان غیر قدرتی طریقوں سے مرد کی قوت باہ میں کمی تو آتی ہی ہے کئی طرح کی بیماریاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان بیماریوں میں سب سے پہلے نوجوان احتلام کا شکار ہوتے ہیں۔

احتلام کا مرض

جب کوئی نوجوان ان گندی عادتوں کا شکار ہو جاتا ہے یا عمر سے پہلے ہی مباشرت کا عادی ہو جاتا ہے تو اس کے اعضائے تناسل اس قدر ذکی الحس ہو جاتے ہیں کہ کپڑوں کی رگڑ یا تصور سے ہی ان میں جنسی اشتعال پیدا ہو اٹھتا ہے اور جس وقت وہ سوئے ہوتے ہیں یہ خیال ایک خواب کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ نیم خوابی میں بھی اس کے دماغ کے چند اعضاء اپنا کام انجام دیتے رہتے ہیں۔ اس لئے جیسے ہی اس کا خیالی پیکر اس کے سامنے آ جاتا ہے مادہ خارج ہو جاتا ہے اور پھر یہ سلسلہ مستقل شکل اختیار کر لیتا ہے۔

اس مرض کے پیدا ہونے کی وجہ غلط عادتیں اور کثرت ملاپ

ہی ہوتی ہیں۔ ایسے لوگ رات دن جنس مخالف کی قربت کے تصور میں کھوئے رہتے ہیں۔ اس لئے جیسے ہی وہ سوتے ہیں جنس مخالف سامنے آ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ گندے خیالات قبض' اعضائے تناسل کی خارش وغیرہ بھی اس مرض کو پیدا کرنے کی وجہ بن جاتی ہیں۔

عام طور پر رات کے پچھلے پہر میں نیند کی حالت میں ہی احتلام ہوتا ہے۔ اکثر خواب میں کسی خوبصورت عورت یا لڑکے کو قریب پاتے ہی احتلام ہو جاتا ہے لیکن کبھی کبھی بغیر کسی مخالف جنس کی قربت کے بھی احتلام ہو جاتا ہے۔

احتلام کے بعد جو کمزوری محسوس ہوتی ہے وہ مباشرت کے بعد محسوس ہونے والی کمزوری سے کہیں زیادہ ہوتی ہے اور جب ایک مرتبہ احتلام شروع ہو جاتا ہے تو وہ معمول بن جاتا ہے۔ ہر رات احتلام ہونے لگتا ہے اور پھر جسم میں کمزوری آتی چلی جاتی ہے۔ چہرہ زرد پڑ جاتا ہے۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ جاتے ہیں۔ پیشاب میں شکر آنے لگتی ہے۔ دماغی اعضاء اس قدر کمزور ہو جاتے ہیں کہ یادداشت میں بھی کمزوری آ جاتی ہے۔ قوت باہ میں کمی آ جاتی ہے اور مباشرت شروع ہوتے ہی مرد منزل ہو جاتا ہے اور اس طرح جریان اور سرعت انزال کی بیماریاں جڑ پکڑ جاتی

ہیں۔ احتلام کا دل' دماغ اور جسم کے علاوہ قوت باہ پر بھی خطرناک اثر پڑتا ہے اس لئے جیسے ہی احتلام کی شکایت شروع ہو' علاج کرانا ضروری ہو جاتا ہے۔

احتلام کا علاج

اس خطرناک مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے خیالات کی پاکیزگی لازم ہے۔ گندے خیالات عام طور پر گندی کتابیں پڑھنے سے' گندی فلمیں دیکھنے سے اور گندی صحبت میں رہنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان چیزوں سے دور رہا جائے جو گندے خیالات پیدا کرتی ہیں۔ سونے سے پیشتر اگر نہانا ممکن نہ ہو تو ہاتھ پاؤں اچھی طرح دھو لینے چاہئیں۔ کھانا کم از کم چار گھنٹے پہلے کھا لینا چاہیے۔ سونے سے پہلے دودھ' چائے جیسی گرم چیزیں نہیں لینی چاہئیں۔ بستر پر چت لیٹنا' بستر کا ملائم ہونا' کمرے کی دیواروں پر عورتوں کی تصویریں ہونا مضر صحت ثابت ہوتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے زمین یا لکڑی کے تخت پر کروٹ کے بل سونا چاہیے۔ کمرے کی دیواروں پر سے عورتوں کی تصویریں ہٹا دینی چاہئیں۔ ایسی عظیم ہستیوں کی تصویریں لگانا زیادہ مفید ثابت ہو گا جن کی زندگی ایک مثال رہی ہو۔ بستر پر لیٹ کر

جب تک نیند نہ آئے مذہبی یا اچھی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ صبح جلدی بستر چھوڑ دینا چاہیے۔ اوس سے بھیگی گھاس پر ننگے پاؤں چلنے سے بھی اس مرض میں بہت افاقہ ہوتا ہے۔

جس طرح مرد اس مرض کا شکار ہوتے ہیں عورتیں بھی اس موذی مرض میں گرفتار ہو جاتی ہیں۔ آج کل عورتیں تنگ تنگ لباس پہننا زیادہ پسند کرتی ہیں۔ یہ تنگ لباس ان کے جسم کے ان اعضاء کو رگڑتے رہتے ہیں جو ان میں شہوت پیدا کر دیتے ہیں اس کے علاوہ انہیں بھی گندی کتابیں پڑھنے اور بلو فلمیں دیکھنے کا شوق ہوتا ہے۔ جوانی کا آغاز ہوتے ہی لڑکیوں کی کسی نہ کسی لڑکے سے دوستی یا محبت ہو جانا کوئی غیر قدرتی بات نہیں ہے مگر وہ گھریلو پابندیوں کی وجہ سے جنسی تسکین حاصل نہیں کر پاتیں' ان کے تصور میں کسی نہ کسی جوان کی تصویر گھومتی رہتی ہے اور رات کو جب وہ سوتی ہیں ان کی جنسی خواہش خواب و شکل اختیار کر لیتی ہے اور احتلام ہو جاتا ہے۔

جس طرح لڑکوں کو خواب میں لڑکیاں یا عورتیں نظر آتی ہیں لڑکیوں کو بھی لڑکے یا مرد نظر آتے ہیں اور انہیں بھی لڑکوں کی طرح ہی احتلام ہو جاتا ہے۔ اس سے انہیں لیکوریا کی شکایت ہو جاتی ہے جس کا ان کی صحت اور خوبصورتی پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔

جن عورتوں کو اپنے شوہر سے مکمل طور پر جنسی تسکین حاصل نہیں ہو پاتی انہیں بھی یہ مرض لگ جاتا ہے۔

سرعت انزال کا خوف

اگر مرد عورت سے پہلے منزل ہو جاتا ہے تو وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اسے سرعت انزال کی شکایت ہو گئی ہے اور پھر یہ خیال اس کے ذہن میں اتنی گہرائی تک بیٹھ جاتا ہے کہ وہ واقعی سرعت انزال کا شکار ہو جاتا ہے۔

عام طور پر سرعت انزال کی کئی وجہ ہوتی ہیں۔ مثلاً

اگر مباشرت ایک لمبے عرصہ کے بعد کی جائے۔

جب مرد میں جنسی خواہش بہت زیادہ بیدار ہو چکی ہو۔ وہ بے حد مشتعل ہو اور عورت نہایت خوبصورت ہو۔

اگر مرد تھکا ہوا' بھوکا پیاسا ہو' یا بیمار ہو۔

مباشرت سے پیشتر گرم دودھ' گرم چائے کافی یا پھر پیٹ بھر کر کھانا کھالیا ہو۔

اگر کسی کے دیکھنے جانے یا آ جانے کا خطرہ ہو۔

سیکس کے بارے میں معلومات نہ ہونے پر۔

ان حالات میں مرد عورت سے پہلے منزل ہو جاتا ہے۔

مباشرت کے آخری لمحات میں منزل ہونا ایک قدرتی فعل ہے۔ مرد کو منزل ہونے میں گھنٹوں نہیں محض کچھ سیکنڈ یا منٹ لگتے ہیں۔ اگر کسی مرد کو سیکس ٹیکنگ کی اچھا علم ہو تو وہ زیادہ وقت کے بعد منزل ہوتا ہے ورنہ عام طور پر تین چار منٹ سے زیادہ وقت نہیں لگتا۔ اصل میں منزل ہونے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ جس مرد کے اعضائے تناسل میں مکمل طور پر تناؤ پیدا ہوتا ہے وہ کچھ وقت تک مکمل جنسی اشتعال کے ساتھ مباشرت کر سکتا ہے اس مرد میں کوئی کمی یا کمزوری نہیں ہوتی۔ لیکن اگر ایسی حالت میں وہ عورت سے پہلے منزل ہو جاتا ہے تو اس کی وجہ صرف یہی ہو سکتی ہے کہ اسے سیکس کا علم نہیں ہے۔

ایسے مریضوں کو سب سے پہلے یہ بات دماغ سے نکال دینی چاہیے کہ اسے سرعت انزال کی شکایت ہو گئی ہے اور اس وجہ کو تلاش کرنا چاہیے کہ اس کے وقت سے پہلے منزل ہو جانے کی وجہ کیا ہے؟

اقسام سرعت انزال

اگر مرد جلد منزل ہو جاتا ہے تو عورت کو مکمل طور پر جنسی تسکین حاصل نہیں ہو پاتی یہ حالت اس وقت بے حد خطرناک بن

جاتی ہے جب عورت مشتعل ہو اور مرد جلد ہی منزل ہو جائے۔ ایسی حالت میں عورت کے دماغ پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ مرد اس کی نظروں میں گر جاتا ہے اور کبھی کبھی وہ غیر مرد کے ساتھ جنسی رشتہ قائم کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ مباشرت میں صبر و ضبط سے کام لیا جائے جلد بازی نہ کی جائے' عورت کے ساتھ مباشرت کے لئے مکمل طور پر تیار کر لیا جائے اور جب عورت مکمل طور پر مباشرت کے لئے بیقرار ہو جائے تب مباشرت شروع کی جائے۔

سرعت کی عام طور پر دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم میں ایسے لوگ آتے ہیں جو کچھ کرنے سے پہلے ہی منزل ہو جاتے ہیں۔

دوسری قسم وہ لوگ آتے ہیں جو اپنے مباشرت شروع کرنے کے چند سیکنڈ بعد ہی انزال کی حالت میں پہنچ جاتے ہیں۔ ان دونوں حالتوں میں ازدواجی زندگی میں عورت کو جنسی لذت اور تسکین حاصل نہیں ہو پاتی۔

ایک اور غلط فہمی

عام طور پر لوگوں کا خیال ہے کہ جب ایک مرد بچے پیدا کر رہا

ہے تو اس میں کسی بھی قسم کی جنسی کمی یا خرابی نہیں ہو سکتی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بچے اسی صورت میں پیدا ہو سکتے ہیں جب مباشرت کامیاب ہو۔ یہ خیال قطعی غلط ہے۔ ازدواجی زندگی میں بچے کی پیدائش اور عورت کی جنسی تسکین کا باہم کوئی تعلق نہیں ہے۔ بچے تو مرد کے مادہ کی ایک بوند کے اندر جاتے ہی پیدا ہو جاتے ہیں اور اس طرح عورت بغیر جنسی تسکین حاصل کئے حاملہ ہو سکتی ہے۔ جنسی تسکین کا مطلب مباشرت میں مکمل طور پر جنسی بیداری اور آخر میں انتہا پر پہنچ کر منزل ہو جانا ہے۔

نامردی کی تعریف

اگر مرد میں عورت کے ساتھ مباشرت کی خواہش ہی پیدا نہ ہو' یا خواہش پیدا ہو تو اس کے عضو تناسل میں تناؤ پیدا نہ ہو' اور اگر تناؤ بھی پیدا ہو جائے تو مباشرت کی شروعات ہوتے ہی منزل ہو جائے یا جس مرد کے اندر مادہ پیدا نہ ہو تو اسے نامرد سمجھا جاتا ہے۔

نامرد دو طرح کے ہوتے ہیں۔

ایک تو وہ جو احتلام' رقت منی یعنی پتلا پن' جریان' سوزاک اور آتشک جیسے جنسی امراض کا شکار ہو جانے پر مردانہ قوت کھو

بیٹھتے ہیں۔

دوسرے وہ جو پیدائشی نامرد ہوتے ہیں۔ پیدائشی نامرد کمزور والدین کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ جن کا علاج بے حد مشکل ہے۔ لیکن جو مرد جنسی امراض کی وجہ سے نامرد ہو جاتے ہیں ان کا علاج کیا جا سکتا ہے۔

کمسنی میں اغلام، احتلام وغیرہ سے مادہ کمزور ہو جاتا ہے۔ عام طور پر عضو تناسل میں کسی قسم کا نقص پیدا ہو جانے پر مرد عورت کے قابل نہیں رہتا۔ آتشک اور سوزاک جیسی گندی بیماریوں کی وجہ سے مادے میں کیڑے بننے بند ہو جاتے ہیں ایسے مرد بھی نامرد ہو جاتے ہیں۔

مباشرت میں کمزوری

کچھ لوگوں کو مباشرت کے بعد جسم میں کپکپی اور سردی محسوس ہونے لگتی ہے۔ جسم بے حد تھکان محسوس کرنے لگتا ہے۔ کمر، سر اور بدن میں درد ہونے لگتا ہے۔ سانس پھول جاتا ہے۔ ایسی حالت میں مرد سے زیادہ پریشانی عورت کو ہوتی ہے۔ مباشرت کے بعد کمزوری محسوس ہونے پر مقوی دوائیاں استعمال کی جا سکتی ہیں۔

قوت باہ

مباشرت کا اختتام مرد کے انزال کے ساتھ ہوتا ہے۔ عورت' مرد دونوں یکساں جنسی لذت اور تسکین حاصل کرتے ہیں۔ جنسی اشتعال کی آخری حد تک پہنچنے اور مکمل طور پر جنسی تسکین حاصل ہونے پر انزال کی طاقت کو قوت مردی یا قوت باہ کہتے ہیں۔ مباشرت میں جس قدر دیر سے مرد منزل ہو گا مباشرت میں اسی قدر زیادہ لذت اور خوشی حاصل ہو گی۔ یعنی مباشرت کا وقت اگر لمبا ہو گا تو زیادہ لطف اور لذت حاصل ہو گی۔ عورت بھی تب ہی مکمل طور پر مطمئن ہو گی۔

جس مرد میں سیکس پاور یعنی جنسی قوت زیادہ ہو گی وہ اتنی ہی دیر میں منزل ہو گا عورت کو اسی قدر زیادہ جنسی لذت اور اطمینان و تسکین دے سکے گا اور خود بھی زیادہ لذت حاصل کر پائے گا۔

جنسی قوت کم ہو جانے پر مرد عورت کو جنسی لذت و تسکین نہیں دے پاتا۔ اس کے جسم میں جنسی اشتعال بیدار کر کے اسے درمیان میں چھوڑ دینے پر مرد کو بڑی شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ وہ عورت کی نظر میں گر جاتا ہے۔

عورت میں بھی جنسی قوت ہے تو وہ بھی مرد کو مکمل طور پر

جنسی لذت کا احساس کرا سکتی ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ جنسی قوت یا سیکس پاور ہی ازدواجی زندگی کو خوش حال' خوش گوار اور پرسکون بنانے کے لئے ازحد ضروری ہے۔ ایک کنجی ہے ایک ضرورت ہے۔ مباشرت سے بے پناہ سکھ کا احساس ہوتا ہے۔ مباشرت کا دارومدار سیکس پاور یا جنسی قوت پر ہی ہے۔

مباشرت میں کامیابی

محبت ایک قدرتی جذبہ ہے' انسان میں ہی نہیں حیوانوں میں بھی یہ جذبہ پایا جاتا ہے۔ سیکس کا محبت سے گہرا رشتہ ہے۔ اپنی محبوبہ کو ہر محبوب دل کی گہرائیوں سے چاہتا ہے۔ ہر ایک محبوبہ بھی محبوب میں سما جانا چاہتی ہے۔ دونوں کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ مباشرت کے ذریعہ ان کے جدا جدا جنس مل کر ایک ہو جائیں۔ جب بھی انہیں تنہائی نصیب ہوتی ہے وہ ایک دوسرے سے لپٹ جاتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی لپٹنے کے بعد اور مباشرت کے بعد بھی وہ جنسی تسکین حاصل نہیں کر پاتے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ وہ کامیاب مباشرت سے محروم کیوں رہ جاتے ہیں؟ اس کی وجہ جنسی طاقت کی کمی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ مباشرت کی ٹیکنیک جنسیاتی علم کی معلومات اور سیکس پاور --- یہ تینوں چیزیں کامیاب مباشرت کی

کنجیاں ہیں۔

ناکامی اور چڑچڑاپن

جنسی قوت میں کمی آ جانے پر عورت اور مرد دونوں کے مزاج میں چڑچڑاپن آ جاتا ہے۔ ان بن رہنے لگتی ہے۔ جھگڑے اور گھریلو فساد شروع ہو جاتے ہیں۔ دونوں میں کئی طرح کی جسمانی اور ذہنی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک دوسرے پر شک کرنے لگتے ہیں۔ مرد پرائی عورت کے ساتھ اور عورت غیر مرد کے ساتھ جنسی رشتہ جوڑنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

جسمانی حسن و کشش کافی حد تک جنسی خواہش بیدار کرتا ہے۔ خوبصورت اور رعب دار شخصیت کے مالک مرد کو دیکھ کر عورت کے دل میں اور خوبصورت عورت کو دیکھ کر مرد کے دل میں جھرجھری سی پیدا ہو جاتی ہے۔ جنسی شہوت بیدار ہونے لگتی ہے۔ ایسی ساتھی کو پا کر اگر بستر پر مباشرت میں تسکین اور لذت کا احساس نہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ ان میں سے کسی ایک میں جنسی قوت نہیں ہے۔

جنسی قوت کا ثبوت یہ ہے کہ مرد خود کو تب تک مضبوط رکھ سکے جب تک عورت منزل نہ ہو جائے۔ اگر مباشرت میں مرد پہلے

منزل ہو جائے تو عورت کو زبردست دھکا لگتا ہے۔ اس کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ دل و دماغ پر برا اثر پڑتا ہے۔ بہت سی عورتیں ایسی صورت میں مرد کو نامرد سمجھ کر دوسرے مردوں کی طرف مائل ہو کر بدچلن ہو جاتی ہیں۔

جنسی کمزوری کی وجوہات

جنسی قوت میں کمی آنے کی کئی وجوہ ہیں۔ جن کا ذکر ہم پیشتر کر چکے ہیں۔ اس کمی کی وجہ سے کئی مرض پیدا ہو جاتے ہیں۔ جتنے بھی جنسی امراض ہیں ان کے پیدا ہونے کی وجہ جنسی قوت کی کمی ہے۔ تپ دق جیسا مرض بھی جنسی قوت کی کمی سے ہو سکتا ہے۔ تاہم جنسی قوت کی کمی سے مندرجہ ذیل امراض پیدا ہوتے ہیں۔

نامردی۔ جریان۔ مادہ منویہ کی کمی۔ صحت کا کمزور ہونا۔ جلد کے مرض۔ بال اڑنا۔ قبض اور گیس (پیٹ کے امراض)۔ حیض میں گڑبڑ۔ سرعت انزال۔

جنسی قوت کم ہو جانے پر صرف مباشرت میں ناکامیابی ہی حاصل نہیں ہوتی بلکہ مباشرت کی خواہش ہی پیدا نہیں ہوتی۔ یادداشت کمزور ہو جاتی ہے۔ دل کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں۔ مباشرت کے بعد تو اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ عضو میں سختی نہیں

آتی۔ آتی بھی ہے تو کم آتی ہے اور فوراً" ہی انزال ہو جاتا ہے۔ عورت کے مخصوص اعضاء کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ خوبصورتی ختم ہو جاتی ہے۔ جسم میں درد رہنے لگتا ہے۔ شرمگاہ میں خارش رہنے لگتی ہے

قوت باہ اور صحت

جنسی قوت میں اضافہ کرنے کے لئے سب سے پہلے صحت پر توجہ دینا ضروری ہے۔ جسمانی قوت، جنسی قوت میں اضافہ کرنے کے لئے بے حد ضروری ہے۔ جسم جس قدر صحتمند ہو گا اسی قدر طاقتور بھی ہو گا اور مرد میں جس قدر جسمانی طاقت ہو گی اس قدر جنسی طاقت بھی ہو سکتی ہے۔

جسم میں جس قدر خون بنے گا اسی قدر صحت مند اور مضبوط رہے گا اور جنسی قوت میں اسی قدر اضافہ ہو گا۔ لیکن جب جسم میں خون کی کمی ہو گی کمزوری کی وجہ سے کھانسی پریشان کرتی رہے گی، سانسوں میں دم نہیں ہو گا تو وہ مباشرت کس طرح کر پائے گا۔ عورت کو کسی طرح جنسی لذت اور تسکین محسوس کرا پائے گا۔ قوت حاصل کرنے کے لئے جسمانی صحت ضروری ہے۔

جنسی قوت کا تعلق عمر سے بھی ہے۔ بڑی عمر میں جا کر جنسی

قوت کم ہو جاتی ہے۔ مرد میں پچیس سال کی عمر میں جو جنسی قوت پائی جاتی ہے وہ ساٹھ سال کی عمر میں نہیں پائی جاتی۔ عمر کا اثر جنسی قوت پر پڑتا تو ہے لیکن اس قدر نہیں جس قدر آج کل دیکھنے کو ملتا ہے۔ عمر کے ساتھ ساتھ جنسی قوت کا کم ہونا ضروری بھی نہیں ہے۔ ایسے لوگ بھی ہیں جن میں اسی نوے سال کی عمر ہو جانے کے باوجود جنسی قوت جوں کی توں موجود ہے اور ایسے نوجوان بھی ہیں جن کو بیس بائیس سال کی عمر میں ہی بڑھاپا آ جاتا ہے۔

جنسی امراض اور ان کی وجوہات

دور قدیم میں صرف ایک ہی طرح کی طوائفیں پائی جاتی تھیں۔ جن کا خاص پیشہ ناچنا گانا تھا۔ چونکہ عورت مرد کے بغیر نہیں رہ سکتی اس لئے ناچنے گانے والی طوائفیں بھی جس شخص سے محبت ہو جاتی تھی اسی کے ساتھ زندگی گزار دیتی تھیں۔ ان لوگوں میں عام طور پر وہ لوگ ہوتے تھے جو ان کے پاس ان کا ناچ دیکھنے اور گانا سننے کے لئے اکثر آتے رہتے تھے۔ وہ لوگ یا تو رات گزارنے کے لئے ان کے کوٹھے پر آ جاتے تھے یا پھر اپنے مکان پر انہیں بلا لیا کرتے تھے۔ اور اس طرح ناچنے گانے والی طوائفیں بھی

شادی شدہ عورتوں کی طرح ایک ہی شخص تک محدود ہو کر رہ جاتی تھیں۔ اس لئے اس دور میں ان خطرناک جنسی امراض کی بھرمار نہیں تھی جو آج دیکھنے میں آ رہی ہے۔

اس زمانے میں طوائفیں صرف دل بہلانے کا ذریعہ تھیں اور ان کی محفلوں میں صرف اونچے اور بڑے گھرانوں کے دولت مند امیر' امراء' جاگیر دار' نواب' درباری' لوگ ہی جایا کرتے تھے۔ لیکن آہستہ آہستہ زمانہ تبدیل ہوتا گیا۔ دولت کی اہمیت تہذیب' اخلاق اور سماج کے اصولوں سے بڑھ گئی اور مجبور ہو کر فن فروخت کرنے والی رقاصائیں اپنا جسم بھی فروخت کرنے لگیں اور پھر جس شخص کے پاس بھی پیسہ ہوتا تھا وہ انہیں خرید لیتا تھا۔ رات بھر کے لئے یا پھر ایک لمبی مدت کے لئے۔ اور یہیں سے جنسی امراض کی ابتدا ہوئی۔

بازاری عورتیں

آج کے دور میں دو طرح کی طوائفیں پائی جاتی ہیں۔ آج فن صرف جسم فروشی کی تجارت کے لئے ایک آڑ بن کر رہ گیا ہے اور پھر آج کوٹھے والیوں کا ناچ گانا دیکھتا سنتا ہی کون ہے۔ ہوٹلوں میں کیبرے' کوٹھے والیوں کے رقص سے کہیں زیادہ دلچسپ اور

پرلطف ہوتے ہیں۔ ہوٹلوں میں ناچنے گانے والی لڑکیاں' ڈانس اینڈ میوزیکل پارٹیوں کے نام پر پیشہ کرنے والی لڑکیاں اور وہ کال گرل جو ٹیلی فون کرتے ہی پہنچ جاتی ہیں ان کوٹھے والیوں سے کم نہیں ہیں۔ اور اس طرح جہاں سماج کی گندگی کا ڈھیر شہر کے ایک کونے میں دبا ڈھکا رہتا تھا آج وہ تمام شہر میں بکھرا نظر آتا ہے۔ جسم فروشی کا یہ دھندہ دن بدن بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ بڑھتی ہوئی مہنگائی اور زندگی کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں نے آج عورت کو جسم فروشی پر مجبور کر دیا ہے۔ ایک عورت دن بھر میں جتنا روپیہ کما لیتی ہے اتنا وہ کسی اچھی نوکری مل جانے پر مہینہ بھر میں بھی نہیں کما سکتی۔ اس کے ساتھ ہی کھانے پینے کے ساتھ ساتھ اسے جنسی لذت اور تسکین بھی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ رات بھر کے لئے کسی کال گرل کو بلانے والے لوگ سماج کے اونچے طبقے کے لوگ ہوتے ہیں۔ ان کا سلوک ان لڑکیوں کے ساتھ نہایت پرخلوص ہوتا ہے۔ وہ ان کے ساتھ کسی قسم کی زور زبردستی نہیں کرتے۔ اس لئے ان لڑکیوں کو اپنے گاہکوں کے ساتھ رات گزارنے میں پریشانی کے بجائے خوشی محسوس ہوتی ہے۔

عورت کے ساتھ ایک ہی دشواری تھی۔ آج سے چند سال پہلے تک اگر کسی عورت کا کسی غیر مرد کے ساتھ جسمانی رشتہ قائم

ہو جاتا تھا تو اس کا راز بہت جلد افشا ہو جاتا تھا۔ کیونکہ عورت حاملہ ہو جاتی تھی۔ اور اس کے حاملہ ہوتے ہی گھر والوں اور پڑوسی پڑوسیوں کو اس کے ناجائز رشتے اور بدچلنی کا پتہ چل جاتا تھا لیکن آج حمل کو روکنے کے اتنے آسان ذرائع پیدا ہو گئے ہیں کہ عورت جب تک نہ چاہے گی حاملہ نہیں ہو سکے گی۔ اس خطرے کے ٹل جانے کی وجہ سے جسم فروشی کے اس ماڈرن دھندے کو اور زیادہ تقویت اور فروغ ملا ہے۔ سیکس کی تکنیک کا علم نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے مرد اپنی بیوی کو مکمل جنسی تسکین نہیں دے پاتے۔ ایسی عورتیں غیر مردوں کی طرف بہت جلد اور بڑی آسانی سے مائل ہو جاتی ہیں۔ عام طور پر اس طرح کی عورتوں میں اونچے اور مالدار گھرانوں کی عورتوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ ایسی عورتوں کو جب مرد سے خواہ وہ نوکر ہی کیوں نہ ہو مکمل جنسی تسکین مل جاتی ہے تو وہ گھر بار کا روپیہ زیور سمیٹ کر اس کے ساتھ بھاگ جاتی ہیں۔ جب تک پیسہ رہتا ہے وہ مرد ان کے ساتھ رہتا ہے اور پیسہ ختم ہوتے ہیں انہیں بے سہارا چھوڑ کر بھاگ آتا ہے۔ شرم کی وجہ سے ایسی عورتیں اپنے گھر واپس نہیں آتیں اور مجبور ہو کر کسی کوٹھے والی کے چنگل میں پھنس کر اپنی زندگی تباہ و برباد کر لیتی ہیں۔ محض ایک جنسی تسکین کے لئے اپنی تمام زندگی

برباد کر لینا کہاں تک مناسب ہو گا۔ یہ بات اس وقت تو اس کے دماغ میں آ ہی نہیں پاتی لیکن بعد میں عمر بھر روتی پچھتاتی رہتی ہیں۔

مزاج کا نہ ملنا

عورتوں کی طرح ایسے مردوں کی بھی کمی نہیں ہے جن کو اپنی بیوی سے جنسی تسکین حاصل نہیں ہوتی جو عورتیں بہت ہی تنگ مزاج ہوتی ہیں ذرا ذرا سی بات پر روٹھ جاتی ہیں اور گھر کو ہر وقت پانی پت کا میدان بنائے رکھتی ہیں۔ یا پھر جن کے والدین سسرال کی بہ نسبت زیادہ امیر ہوتے ہیں۔ یا شوہر بدصورت یا کم پڑھا لکھا یا معمولی نوکر ہوتا ہے۔ یا پھر اس کی آمدنی کم ہوتی ہے یا پھر وہ عورتیں جن کے شادی سے پیشتر کسی مرد کے ساتھ جنسی تعلقات رہ چکے ہوتے ہیں۔ اپنے شوہروں کو پسند نہیں کرتیں۔ ان کے ساتھ اگر مجبور ہو کر انہیں ہم بستری کرنی بھی پڑتی ہے تو وہ محبت اور خلوص کے بجائے نفرت کا ہی اظہار زیادہ کرتی ہیں۔ ایسی عورتوں کے شوہر اپنی ذہنی اور جنسی تسکین و سکون کی تلاش میں ان کوٹھوں کی طرف چل پڑتے ہیں۔

اس طرح جنسی امراض کو پھیلانے کا کام کوٹھے والیاں اور

جسم فروش عورتیں کرتی ہیں۔ آتشک اور سوزاک جیسے مرض عام طور پر ان عورتوں کو ہی ہوتے ہیں جو طرح طرح کے مردوں کے ساتھ راتیں گزارتی ہیں۔ ان کے قریب آنے جانے پر یہ چھوت کے مرض بھلے لوگوں کو بھی اپنا شکار بنا لیتے ہیں۔ پھر یہ لوگ گھر لوٹ کر جب اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرتے ہیں تو اسے بھی اس مرض میں مبتلا کر دیتے ہیں اور اس طرح جنسی امراض پھیلتے جاتے ہیں۔ کیوں کہ یہ چھوت کی بیماریاں ہوتی ہیں۔ اس لئے ایسے مرد اور عورتیں بھی ان کی شکار بن جاتی ہیں جو نیک چلن اور پاک دامن ہوتے ہیں۔



پرلطف سہاگ راتیں

شادی کے بعد میاں بیوی کے لئے مباشرت روزمرہ کے دوسرے ضروری کاموں کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ اس ارزانی سے ان کی مباشرت میں کوئی نیاپن نہیں رہتا اور شاید اسی لئے انہیں جنسی لذت اس قدر حاصل نہیں ہو پاتی۔ روزانہ ایک ہی طریقے سے مباشرت کرنے پر عورت کو مباشرت میں بالکل مزا نہیں آتا۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ مباشرت سے کترانے لگتی ہے۔ کبھی کبھی انکار بھی کر دیتی ہے۔

ازدواجی زندگی کو پرجوش بنائے رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر مرتبہ نیا طریقہ اپنایا جائے۔ اس کے لئے مرد اور عورت دونوں کو ہی سیکس کی مکمل معلومات حاصل کرنا ضروری ہے۔ سیکس سے متعلق بہت سی اچھی کتابیں بازار میں ملتی ہیں۔ جن کے ذریعے

زندگی کو نئے سرے سے پرجوش اور پر کیف بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن جب لوگ کسی کام کو ایک مدت سے ایک ہی طریقے سے کرتے چلے آتے ہیں تو وہ بڑی مشکل سے اپنے طریقے کو تبدیل کرنے پر تیار ہوتے ہیں۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے اور نہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کا یہ طریقہ ان کی زندگی کو پریشانیوں کی طرف لے جا رہا ہے۔ ایک ہی طریقے کے استعمال سے عورت کی شہوت آہستہ آہستہ ختم ہونے لگتی ہے۔ جنسی خواہش اگر پیدا ہوتی بھی ہے تو وہ اسے دبا دیتی ہے۔ کیونکہ وہ جانتی ہے کہ اگر وہ مباشرت کے لئے آمادہ ہو گئی تو پھر وہی گھسا پٹا رویہ شروع ہو جائے گا جس سے وہ بری طرح اکتا چکی ہے۔ اس لئے وہ اکثر طبیعت خراب ہونے کا بہانہ بنا کر ٹال جاتی ہے اور عورت کے اس انکار کو مرد یہ سمجھنے لگتا ہے کہ وہ اس سے نفرت کرنے لگی ہے۔ یا پھر اس کا کسی دوسرے مرد کے ساتھ جنسی تعلق ہو گیا ہے۔ اور اس طرح ان دونوں کے درمیان کشیدگی پیدا ہو جاتی ہے جو بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ مرد مجبور ہو کر جنسی تسکین کی تلاش میں دوسری عورتوں کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور پھر چند دنوں کے بعد اپنی بیوی کی طرف سے بالکل منہ موڑ لیتا ہے۔ تب عورت بھی جنسی لذت کی تلاش میں غلط راستوں پر چل پڑتی ہے۔

مرد اور عورت کے جسم میں ایسی کئی جگہیں ہیں جن کو چھونے' سہلانے یا چومنے سے جنسی خواہش اور شہوت پیدا ہونے لگتی ہے۔ ہر شادی شدہ مرد کا فرض ہے کہ وہ سب سے پہلے یہ جاننے کی کوشش کرے کہ اس کی بیوی کے جسم میں وہ جگہ کونسی ہے جو سب سے زیادہ حساس ہے۔ جسے چھوتے ہی اس کے اندر مباشرت کی خواہش جاگ اٹھتی ہے۔ عورت کی سرد مہری دیکھ کر مرد یہ سوچنے لگتا ہے کہ شاید اس کی جنسی قوت میں کمی آگئی ہے اور اس خیال کے پیدا ہوتے ہی اس میں شہوت مکمل طور پر پیدا نہیں ہوتی اور وہ عورت کو مکمل اطمینان و سکون نہیں دے پاتا۔ کچھ مردوں کا خیال ہوتا ہے کہ اگر عورت کے ساتھ روزانہ مباشرت نہ کی جائے تو وہ ان سے نفرت کرنے لگے گی اور بد چلن اور آوارہ ہو جائے گی اور اسی لئے وہ طبیعت ٹھیک نہ ہونے کے یا پھر فکرمند اور پریشان ہونے کے باوجود مباشرت کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ وہ تو یہ سمجھ لیتا ہے کہ مباشرت کر کے اس نے اپنی آج کی ڈیوٹی پوری کر دی لیکن وہ یہ نہیں جان پاتا کہ طبیعت خراب ہونے یا فکرمند اور پریشان ہونے کی وجہ سے وہ مباشرت میں آج کس حد تک کامیاب ہوا ہے۔ جب کسی کو روزانہ مٹھائی کھانے کو ملتی ہے تو اس کی نظر میں مٹھائی کی کوئی اہمیت اور قیمت نہیں رہ

جاتی۔ وہ اسے جس طرح بھی چاہتا ہے استعمال کرتا ہے۔ لیکن جب کسی شخص کو مٹھائی کبھی کبھی یا ایک لمبی مدت کے بعد نصیب ہوتی ہے تو وہ اسے بڑے اطمینان سے مزے لے لے کر کھاتا ہے۔ یہی حالت ازدواجی زندگی میں ہوتی ہے۔ مباشرت ان کے لئے روزمرہ کا کام ہے جیسے کھانا کھانا یا سونا بن جاتا ہے۔ تب مباشرت کے لئے ان کے اندر جوش اور خواہش نہیں رہتی۔ایسی حالت میں عورت کو مرد کی ذہنی کیفیت کو جاننا ضروری ہے۔ اگر مرد پریشان ہے تو وہ بڑے سلیقے سے اسے سمجھا سکتی ہے۔

بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ جب مرد پچاس سال کی عمر میں پہنچ جاتا ہے. تو اس میں جنسی خواہش ختم ہو جاتی ہے اور عورت کا جب حیض بند ہو جاتا ہے تو اس میں جنسی خواہش پیدا نہیں ہوتی لیکن یہ خیال غلط ہے۔ اگر مرد یا عورت کی صحت ٹھیک ہو اور کسی طرح کی پریشانی نہ ہو تو وہ ساٹھ ستر سال کی عمر تک مباشرت کے قابل رہتے ہیں۔ دراصل ہمارا سماج ہی ایسا ہے جہاں دو تین بچوں کے پیدا ہونے کے بعد ہی مرد اور عورت کو بوڑھا قرار دے دیا جاتا ہے اور اس بات کا ان کے ذہن پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ خود کو بوڑھا سمجھنے لگتے ہیں اور ایک دوسرے سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ

مرد اور عورت کا ملاپ ان کی زندگی کے لئے کس قدر ضروری ہے۔ کوئی مرد اس وقت بوڑھا ہوتا ہے جب مادہ بننا بالکل بند ہو جاتا ہے۔ ہارمونز بننا بند ہو جاتا ہے۔ اور ہارمونز اور مادہ بننے میں جیسے جیسے کمی آتی جاتی ہے وہ بڑھاپے کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔ لیکن جب تک جسم کے خاص خاص حصے اپنا کام صحیح طریقے سے کرتے رہتے ہیں بڑھاپا آنے کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔ جو لوگ اپنی صحت اور اپنی غذا کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں۔ بڑھاپا آنے کا سوال کافی عرصہ تک ان کے قریب آنے کی ہمت نہیں کرپاتا۔

تاہم قدرت کے تقاضے کے مطابق بڑھاپا ضرور آئے گا۔ یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے۔ اسے ہم روک بھی نہیں سکتے۔ لیکن اتنا ضرور کر سکتے ہیں کہ وہ کافی دنوں کے بعد آئے۔ دراصل اچھی صحت ہی جوانی ہے۔ جن نوجوانوں کی صحت ٹھیک نہیں ہوتی وہ جوانی میں بھی بوڑھے جیسے زندگی گزارتے ہیں۔ لیکن ساٹھ سال کی عمر میں بھی جن کی صحت ٹھیک ہے وہ بوڑھے ہوتے ہوئے بھی جوان ہیں۔

قدرت کے قانون کے مطابق عورت چالیس پینتالیس سال میں اور مرد پچاس پچپن سال کی عمر میں بڑھاپے کے دروازے پر پہنچ جاتا ہے۔ یا پھر بڑھاپا ان کے دروازے پر دستک دینے لگتا

ہے۔ لیکن ہم اگر کوشش کریں تو اس بڑھاپے کو آگے بڑھنے سے روک سکتے ہیں اور ایک لمبی عمر تک جوانوں جیسی زندگی گزار سکتے ہیں۔ اس کے لئے ہم کو مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرنا پڑے گا۔

جب آپ پینتالیس سال سے اوپر پہنچ جائیں تو اپنے ہاضمے کا خیال رکھیے۔ آپ کا پیٹ صاف رہنا چاہیے۔ پاخانہ وقت پر اور کھل کر ہونا چاہیے۔ جب پیٹ خراب رہے گا تو بیماریوں کو آنے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔ پیٹ ٹھیک رکھنے کے لئے دو ہفتے کے بعد جلاب لے لینا چاہیے۔

صبح کھلی ہوا میں ٹہلنے جایئے۔ ہری اور اوس سے بھیگی ہوئی گھاس پر ننگے پاؤں گھومیے اور ہلکی ورزش کیجیے۔ ہلکی پھلکی ورزش اور یوگ آسن بڑھاپے کو دور بھگانے میں بہت مدد دیتے ہیں۔ کھلی ہوا میں سانس لینے سے آکسیجن زیادہ سے زیادہ ہمارے پھیپھڑوں میں جاتی ہے اس لئے کھلی ہوا میں یوگا کرنا بہت مفید ہے۔

تازہ پانی سے نہایئے، جسم کو صاف ستھرا رکھیے۔ نہانے سے پہلے تیل کی مالش کیجیے۔

صبح کا ناشتہ ہلکا ہو تاکہ دوپہر کے کھانے کے وقت تک ہضم ہو جائے۔ دوپہر اور رات کے کھانے میں طاقتور غذاؤں کے علاوہ سبزیاں زیادہ کھایئے۔ شام کے ناشتے میں اگر صرف پھل لئے جائیں

تو زیادہ بہتر ہے۔ کھانے میں دودھ، دہی، گھی، ہری سبزیاں اور پھلوں کی تعداد بڑھا دینی چاہیے۔

جنسی جذبات اور ذہنی ہم آہنگی

ازدواجی زندگی کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ دونوں فریق جذباتی اور ذہنی اعتبار سے پختہ ہوں اور وہ اس قابل ہوں کہ شادی کے بارے میں غیر حقیقت پسندانہ تصورات سے نجات حاصل کر سکیں۔ عام لوگوں نے ازدواجی زندگی کے بارے میں جو تصورات قائم کر رکھے ہوتے ہیں وہ بسااوقات رومانی اور غیر حقیقی ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے خیال میں شادی صرف پھولوں کی سیج ہے جہاں کسی کانٹے کی موجودگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان لوگوں نے شادی سے بہت سی توقعات وابستہ کر رکھی ہوتی ہیں۔ جو لوگ محبت کی شادی کرتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شادی سے قبل جو رومانوی ماحول تھا وہ شادی کے بعد بھی ہمیشہ برقرار رہے گا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ شادی کے بعد زندگی کے ٹھوس حقائق کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کئی سماجی گھریلو اور اقتصادی الجھنیں جنم لیتی ہیں جن پر صرف ضبط و تحمل، پیار و محبت اور مناسب منصوبہ بندی کے ذریعے ہی قابو پایا جا سکتا ہے۔ ازدواجی زندگی میں بعض دوسرے

پریشان کن مسائل بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ خوابوں کی دنیا سے باہر نکل کر حقیقتوں کا سامنا کرنے کی عادت اپنائی جائے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ازدواجی بندھن دو ایسے افراد کا بندھن ہے جو اپنی الگ الگ شخصیت رکھتے ہیں اور مختلف مسائل اور معاملات میں ان کا ردعمل الگ الگ ہوتا ہے۔ دونوں میں خوبیاں بھی ہوتی ہیں اور خامیاں بھی۔ لیکن ان خوبیوں اور خامیوں کا انکشاف شادی کے بعد ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک دوسرے کی خامیوں کی وجہ سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ ضبط و تحمل اور ایثار سے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مرد اور عورت کی سوچ کا انداز عموماً" ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ دونوں میں مکمل ہم آہنگی ممکن نہیں۔ اس لئے شادی کے بعد فریقین کو چاہیے کہ وہ اختلافات کی وجہ سے مشتعل نہ ہوں بلکہ ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ میاں بیوی کی طبیعت میں تضاد بعض اوقات باہمی کشش کا باعث ہوتا ہے۔ ازدواجی زندگی میں باہمی اختلافات ایک فطری بات ہے۔ لہٰذا اختلاف کی صورت میں ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اپنی مرضی دوسرے فریق پر نہیں ٹھونسنی چاہیے۔ فریقین کو محبت

اور باہمی تعاون کے ذریعے اپنے اختلاف کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

پرلطف جنسیات

اکثر لوگ اس حقیقت سے ناآشنا ہیں کہ خوشگوار ازدواجی زندگی کے لئے ضروری ہے کہ میاں بیوی کی جنسی زندگی کامیاب ہو۔ شادی کی ساری عمارت کی بنیاد اس بات پر ہے کہ میاں بیوی جنسی اعتبار سے آسودہ ہیں یا نہیں۔ جنسی تشنگی ازدواجی زندگی کو برباد کر سکتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس اہم معاملے کی طرف بھی توجہ دی جائے۔ اس کے لئے فریقین کو جنسی ملاپ کے فن سے واقف ہونا چاہیے۔